روزنامہ

ٹیلی فون نمبر: 213029

C.P.L 29

الفضل

ایڈیٹر: عبدالسمیع خان

Web:http://www.alfazal.com

Email:editor@alfazal.com

بدھ 24 نومبر 2004ء 11 شوال 1425 ہجری 24 نبوت 1383 ہش جلد 54-89 نمبر 264

حسن اور طوالت کا نہ پوچھ

حضرت ابوسلمہؓ بیان کرتے ہیں کہ میں نے حضرت عائشہؓ سے پوچھا کہ رسول کریم ﷺ رمضان میں رات کو کتنی رکعات پڑھا کرتے تھے۔ انہوں نے فرمایا:

رسول کریم ﷺ رمضان اور اس کے علاوہ بھی رات کو گیارہ رکعات سے زائد نہیں پڑھتے تھے۔ پہلے چار رکعات پڑھتے ان کے حسن اور طوالت کے بارہ میں نہ پوچھ۔ پھر چار رکعات پڑھتے ان کے حسن اور طوالت کا بھی کیا کہنا۔

(صحیح بخاری کتاب التہجد باب قیام النبیؐ حدیث نمبر :1079)

ارشادات عالیہ حضرت بانی سلسلہ احمدیہ

جو خدا تعالیٰ کے حضور تضرع اور زاری کرتا ہے اور اس کے حدود و احکام کو عظمت کی نگاہ سے دیکھتا ہے اور اس کے جلال سے ہیبت زدہ ہو کر اپنی اصلاح کرتا ہے۔ وہ خدا کے فضل سے ضرور حصہ لے گا۔ اس لئے ہماری جماعت کو چاہئے کہ وہ تہجد کی نماز کو لازم کر لیں۔ جو زیادہ نہیں۔ وہ دو ہی رکعت پڑھ لے، کیونکہ اس کو دعا کرنے کا موقع بہر حال مل جائے گا۔ اس وقت کی دعاؤں میں ایک خاص تاثیر ہوتی ہے، کیونکہ وہ سچے درد اور جوش سے نکلتی ہیں۔ جب تک ایک خاص سوز اور درد دل میں نہ ہو۔ اس وقت تک ایک شخص خواب راحت سے بیدار کب ہوسکتا ہے۔؟ پس اس وقت کا اٹھنا ہی ایک درد دل پیدا کر دیتا ہے جس سے دعا میں رقت اور اضطراب کی کیفیت پیدا ہو جاتی ہے اور یہی اضطراب اور اضطرار قبولیت دعا کا موجب ہو جاتے ہیں، لیکن اگر اٹھنے میں سستی اور غفلت سے کام لیتا ہے تو ظاہر ہے کہ وہ درد اور سوز دل میں نہیں کیونکہ نیند تو غم کو دور کر دیتی ہے۔ لیکن جبکہ نیند سے بیدار ہوتا ہے تو معلوم ہوا کہ کوئی درد اور غم نیند سے بھی بڑھ کر ہے جو بیدار کر رہا ہے۔ پھر ایک اور بات بھی ضروری ہے جو ہماری جماعت کو اختیار کرنی چاہئے۔ اور وہ یہ ہے کہ زبان کو فضول گوئیوں سے پاک رکھا جاوے۔ زبان وجود کی ڈیوڑھی ہے اور زبان کو پاک کرنے سے گویا خدا تعالیٰ وجود کی ڈیوڑھی میں آ جاتا ہے۔ جب خدا تعالیٰ ڈیوڑھی میں آ گیا، تو پھر اندر آنا کیا تعجب ہے؟

پھر یاد رکھو کہ حقوق اللہ اور حقوق عباد میں دانستہ ہرگز غفلت نہ کی جاوے۔ جو ان امور کو مدنظر رکھ کر دعاؤں سے کام لے گا۔ یا یوں کہو کہ جسے دعا کی توفیق دی جاوے گی۔ ہم یقین رکھتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ اس پر اپنا فضل کرے گا۔

(ملفوظات جلد دوم ص 182)

نماز جنازہ حاضر و غائب

☆ مکرم منیر احمد جاوید صاحب پرائیویٹ سیکرٹری لندن اطلاع دیتے ہیں کہ سیدنا حضرت خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے مورخہ 16 نومبر 2004ء کو بیت الفضل لندن میں مندرجہ ذیل نماز جنازہ حاضر و غائب پڑھائے۔

نماز جنازہ حاضر

مکرمہ امۃ المنان زاہد صاحبہ

مکرمہ امۃ المنان زاہد صاحبہ اہلیہ مکرم بدر الزمان زاہد صاحب۔ کارکن وکالت مال لندن مورخہ 11 نومبر 2004ء کو ہارٹ اٹیک سے لندن میں وفات پا گئیں۔ مرحومہ کی عمر 56 سال تھی۔ آپ مولوی عبدالقادر صاحب سابق مربی امریکہ و نائب وکیل التبشیر ربوہ کی بیٹی اور حضرت ماسٹر مولا بخش صاحب رفیق حضرت مسیح موعود کی پوتی تھیں۔ اللہ کے فضل سے موصیہ تھیں اور دعا گو، انتہائی صابر و شاکر اور خدا تعالیٰ کی رضا پر راضی رہنے والی نیک خاتون تھیں۔ مرحومہ نے پسماندگان میں 4 بیٹے اور 4 بیٹیاں یادگار چھوڑے ہیں۔

نماز جنازہ غائب

مکرم Chapargui Adekou Bio Alidou (کنگ آف پاراکو)

کنگ آف پاراکو (بینن) کچھ عرصہ بیمار رہنے کے بعد مورخہ 19/اکتوبر 2004ء بروز منگل وفات پا گئے۔ آپ بینن کے شمال میں واقع شہر پاراکو کے بادشاہ تھے۔ جن کے تحت 80 دیہات کا علاقہ آتا تھا۔ علاوہ ازیں آپ تمام بینن کے بادشاہوں کے صدر بھی تھے اور تاحیات اس کونسل کے صدر رہے۔ بادشاہ چنے جانے سے قبل آپ نے کسٹم آفیسر کی حیثیت سے بینن میں کام کیا۔

مکرم ثناء چام صاحب (Bro SannaK.Cham)

مکرم ثناء چام صاحب مورخہ 7/نومبر 2004ء کو کار کے حادثے میں 58 سال کی عمر میں وفات پا گئے۔ مرحوم گیمبیا جماعت کے بڑے مخلص اور فعال

باقی صفحہ 8 پر

مشعل راہ

تمہارے سب اعمال خدا تعالیٰ کے لئے ہوں

سیدنا حضرت مصلح موعود فرماتے ہیں۔

انسان کو چاہئے اللہ تعالیٰ کے ساتھ کسی کو شریک نہ بنائے اللہ ایک ہے۔ میں یقین کرتا ہوں کہ کوئی احمدی مشرک نہیں ہے۔ اللہ تعالیٰ نے ان کو موحد بننے کی توفیق دی ہے اس لئے مجھے یہ تو ڈر نہیں کہ کوئی احمدی بتوں کے آگے سجدہ کرے گا یا خدا تعالیٰ کو چھوڑ کر کسی اور کا دامن پکڑنے کی کوشش کرے گا۔ باقی دنیا نے تو دین کو چھوڑ دیا ہے مگر تم وہ جماعت ہو جس نے یہ عہد کیا ہے کہ ہم دین کو دنیا پر مقدم رکھیں گے۔ پھر خدا تعالیٰ نے اس جماعت سے وعدہ فرمایا ہے کہ میں اسے بڑھاؤں گا اور یہ ایک برگزیدہ جماعت ہے اس لئے اس جماعت کے متعلق صریح شرک کا احتمال نہیں کیا جاسکتا۔ مگر میں تمہیں اس بات سے آگاہ کرتا ہوں کہ بہت سا دین ایسا ہوتا ہے کہ وہ دنیا ہو جاتا ہے اور ایسا دین اللہ تعالیٰ کے ایک انچ بھی قریب نہیں کرسکتا۔ میں تمہیں اس دین کی طرف بلاتا ہوں جس کی طرف بڑھنے سے ہر قدم خدا کی طرف بڑھتا ہے اور آج جو تم نمازیں پڑھتے اور دعائیں کرتے ہو اس طرف آنے سے ہزاروں درجہ زیادہ تمہاری دعائیں قبول ہوں گی۔ اور تم اپنے عملوں کے اپنی آنکھوں کے سامنے نتیجے نکلتے دیکھ لوگے۔ تم خدا تعالیٰ کے فضل و کرم سے سیدھی راہ پر چل رہے ہو لیکن اب بھی سخت احتیاط اور ہوشیاری کی ضرورت ہے۔ کیونکہ شیطان کا کام ہے کہ وہ کبھی دنیا کی راہ سے آکر اور کبھی دین کی راہ سے آکر دھوکا دیتا ہے اس لئے جس بات سے میں تمہیں آگاہ کرنا چاہتا ہوں وہ یہ ہے کہ تم جتنی بھی عبادتیں کرو وہ اس نیت سے کرو کہ ہم اللہ تعالیٰ کی رضا کے لئے کرتے ہیں۔ اس کے سوا اور کوئی تمہاری نیت نہیں ہونی چاہئے۔ تم اپنے نفسوں میں غور کرلیا کرو کہ اب جو ہم نماز پڑھنے لگے ہیں تو یہ خدا تعالیٰ کے خوش کرنے کے لئے ہے یا کسی اور نیت سے۔ جب تم چندہ دیتے ہو تو اس وقت خیال کر لیا کرو کہ کتنی دفعہ ہم نے اللہ تعالیٰ کو راضی کرنے کے لئے دیا ہے یا چندہ مانگنے والے نے کہا کہ دو اور تم نے دے دیا اور تمہاری کوئی نیت نہ تھی۔ مانگنے والے نہیں جانتے کہ تم نے کس نیت سے دیا ہے لیکن تم دینے والے خوب جانتے ہو کہ دیتے وقت کیا نیت تھی۔ تمہیں یہ سمجھنا چاہئے کہ ہم نے دین کی خاطر اور خدا تعالیٰ کی رضا کے لئے دیا ہے۔ پس اسی طرح تمہارے ہر کام میں خدا تعالیٰ ہی مدنظر ہونا چاہئے اور تم اسی کے راضی کرنے کی نیت ہر کام میں کیا کرو۔ جب تمہاری ہر کام میں یہ نیت ہوگی تو تمہاری عبادتیں آج اور کل اور پرسوں اور اترسوں اور نتائج پیدا کریں گی اور تمہاری دن بدن ترقی ہی ہوتی جائے گی۔ دیکھو ایک کام ایک نیت سے اور اجر پیدا کرتا ہے۔ اور وہی کام دوسری نیت سے اور اجر۔ اگر کوئی شخص ایک آدمی پر زنبور یا بچھو بیٹھا ہوا دیکھے تو وہ جانتا ہے کہ اگر میں نے زنبور یا بچھو کو آہستہ سے پکڑا یا ہٹایا تو وہ ضرور کاٹے گا اس لئے وہ زور سے تھپڑ مار کر اسے مار دیتا ہے اور اس کا ایسا کرنا تھپڑ کھانے والے آدمی کے منہ سے کلمات شکر نکلواتا ہے۔ لیکن اگر کوئی کسی کو دکھ دینے کے لئے تھپڑ مارے تو وہ سزا پائے گا۔ تو ایک ہی کام سے نیتوں کے فرق سے دو مختلف نتیجے نکل آتے ہیں۔ پس تم عادتاً کوئی عبادت اور نیک کام نہ کرو۔ بلکہ نیتاً کرو۔ کئی آدمی کہتے ہیں کہ قوم کے لئے روپیہ دو۔ قوم کے لئے چندہ جمع کرو۔ قوم کے لئے یہ کرو اور وہ کرو میں کہتا ہوں قوم کیا چیز ہے۔ تم قوم کے لئے نہیں بلکہ خدا تعالیٰ کے لئے سب چندے دو۔ اور کبھی یہ گناہ کے لفظ منہ سے نہ نکالو۔ کیا تم سے پہلے قومیں نہ تھیں؟ کیا تمہارے پہلے عزیز اور رشتہ دار نہیں تھے؟ جب تھے تو اس نئی جماعت کے بننے کی کیا ضرورت تھی؟ جسے تم قوم قوم کہتے ہو۔ تم خوب یاد رکھو کہ قوم کوئی چیز نہیں ہے۔ خدا تعالیٰ ہی ایک چیز ہے۔ پس تمہارے سب اعمال خدا تعالیٰ کے لئے ہی ہوں۔ تمہاری ایک ایک حرکت اٹھنا بیٹھنا، چلنا، پھرنا، سونا جاگنا سب کچھ خدا کے لئے ہی ہو۔ اگر تم ایسا کروگے تو یقیناً یقیناً تمہارے اعمال کے نتیجے بڑھ چڑھ کر نکلنے شروع ہو جائیں گے۔

(برکات خلافت۔ انوار العلوم جلد دوم ص 242)

اطلاعات و اعلانات

نوٹ: اعلانات صدر/امیر صاحب حلقہ کی تصدیق کے ساتھ آنا ضروری ہیں۔

ولادت

مکرم پروفیسر چوہدری محمد شریف صاحب دارالعلوم وسطی ربوہ لکھتے ہیں کہ خاکسار کے بیٹے مکرم فرقان احمد مبارک صاحب اور مکرمہ ثمینہ فرقان صاحبہ کو اللہ تعالیٰ نے محض اپنے فضل سے پہلی بیٹی کے بعد مورخہ 2/اکتوبر 2004ء کو بیٹے سے نوازا ہے۔ نومولود کا نام فرحان احمد تجویز ہوا ہے۔ جو وقف نو کی مبارک تحریک میں شامل ہے۔ نومولود مکرم حبیب اللہ گورایہ دارالعلوم غربی کا نواسہ ہے احباب جماعت سے نومولود کے خادم دین اور والدین کیلئے قرۃ العین ہونے کیلئے درخواست دعا ہے۔

درخواست دعا

مکرم مدثر عثمان صاحب ابن مکرم محمد یوسف ناصر صاحب (مرحوم) پنشنر تحریک جدید دارالبرکات لکھتے ہیں۔ خاکسار کے خالو مکرم حمید احمد سیٹھی صاحب ولد سیٹھ عزیز احمد صاحب میر پور خاص بعارضہ شوگر، ہائی بلڈ پریشر اور گردوں میں انفیکشن کی وجہ سے فضل عمر ہسپتال میر پور خاص میں داخل ہیں اور آکسیجن بھی لگی ہوئی ہے۔ خدا تعالیٰ ان کو صحت کاملہ والی زندگی عطا فرمائے اور ہر قسم کی پیچیدگیوں اور پریشانیوں سے دور رکھے۔

مکرم رانا محفوظ احمد صاحب راوی بلاک علامہ اقبال ٹاؤن لاہور کی چھوٹی بیٹی امۃ المتین صاحبہ کا پاؤں سائیکل کے ویل میں آگیا ہے۔ اور شدید زخمی ہوگیا ہے جس سے چلنا پھرنا بھی مشکل ہے۔ احباب جماعت سے جلد شفایابی کی درخواست ہے۔

مکرم پروفیسر شیخ عبدالماجد صاحب سیکرٹری تعلیم القرآن حلقہ علامہ اقبال ٹاؤن لاہور کی والدہ بیمار ہیں احباب جماعت سے ان کی جلد شفایابی کی درخواست ہے۔

سانحہ ارتحال

مکرم امتیاز احمد صاحب کاشمیری معلم وقف جدید تحریر کرتے ہیں کہ خاکسار کی والدہ محترمہ قیصر بی بی صاحبہ زوجہ محمد حسین صاحب مورخہ 13 ستمبر 2004ء کو بعمر 60 سال بقضائے الٰہی وفات پا گئیں۔ نماز جنازہ مکرم مرزا الیاس احمد صاحب مربی سلسلہ گوئی ضلع کوٹلی نے پڑھائی اور مقامی قبرستان میں تدفین ہوئی۔ مرحومہ نے پسماندگان میں چھ بیٹے اور دو بیٹیاں چھوڑی ہیں۔ دعا کی درخواست ہے کہ اللہ تعالیٰ مرحومہ کی مغفرت فرمائے جنت میں اعلیٰ مقام سے نوازے اور پسماندگان کو صبر جمیل کی توفیق عطا فرمائے۔ آمین

ولادت

مکرم محمد طارق سہیل صاحب انسپکٹر روزنامہ الفضل تحریر کرتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ نے اپنے فضل سے مکرمہ سمیعہ وہاب صاحبہ اہلیہ مکرم چوہدری عبدالوہاب صاحب کو ایک بیٹی کے بعد مورخہ 18 نومبر 2004ء کو پہلے بیٹے سے نوازا ہے۔ حضور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے ازراہ شفقت وقف نو کی بابرکت تحریک میں منظور فرماتے ہوئے عدنان احمد وہاب نام عطا فرمایا ہے۔ نومولود مکرم چوہدری ڈاکٹر قاسم علی صاحب آف قصور حال دارالعلوم جنوبی احد ربوہ کا نواسہ ہے اور مکرم چوہدری عبدالحمید صاحب آف شیخوپورہ کا پوتا ہے۔ احباب دعا کریں کہ اللہ تعالیٰ اسے خادم دین اور نیک بنائے اور والدین کیلئے آنکھوں کی ٹھنڈک ہو۔ آمین

اعلان دارالقضاء

(محترمہ محمودہ اختر صاحبہ بابت ترکہ مکرم چوہدری بشیر احمد صاحب)

محترمہ محمودہ اختر صاحبہ نزد پاک کولا سٹور محلّہ صوفی پورہ منڈی بہاؤالدین نے درخواست دی ہے کہ میرے خاوند مکرم چوہدری بشیر احمد صاحب ولد مکرم چوہدری شاہ محمد صاحب بقضائے الٰہی وفات پا چکے ہیں۔ قطعہ نمبر 6/10 دارالنصر رقبہ ایک کنال (جس پر مکان تعمیر شدہ ہے) ان کے نام بطور مقاطعہ گیر منتقل کردہ ہے۔ یہ قطعہ/مکان ان کے جملہ ورثاء کے درمیان بحصص شرعی تقسیم کر دیا جائے۔ جملہ ورثاء کی تفصیل یہ ہے۔

1۔ محترمہ سردار بی بی صاحبہ (بیوہ نمبر 1)
2۔ مکرم ظہور احمد صاحب (بیٹا)
3۔ محترمہ محمودہ اختر صاحبہ (بیوہ نمبر 2)
4۔ محترمہ عنبرین بشیر صاحبہ (بیٹی)
5۔ محترمہ جبین بشیر صاحبہ (بیٹی)
6۔ محترمہ حمیرا بشیر صاحبہ (بیٹی)
7۔ محترمہ ثمرین بشیر صاحبہ (بیٹی)
8۔ محترمہ سمیرا بشیر صاحبہ (بیٹی)
9۔ محترمہ مبشرہ بشیر صاحبہ (بیٹی)
10۔ محترمہ بشریٰ بشیر صاحبہ (بیٹی)

بذریعہ اخبار اعلان کیا جاتا ہے کہ اگر کسی وارث یا غیر وارث کو اس پر کوئی اعتراض ہو تو وہ تیس یوم کے اندر اندر دارالقضاء ربوہ میں اطلاع دیں۔

(ناظم دارالقضاء ربوہ)

پبلشر آغا سیف اللہ، پرنٹر سلطان احمد ڈوگر مطبع ضیاء الاسلام پریس مقام اشاعت دارالنصر غربی چناب نگر (ربوہ) قیمت تین روپے پچاس پیسے

حضرت مصلح موعود کی روایات کی روشنی میں

سیرت حضرت مسیح موعود کے بعض درخشندہ گوشے

مرسلہ: حبیب الرحمٰن زیروی صاحب

کمزوری کا زمانہ

جب حضرت مسیح موعود نے دعویٰ کیا۔ اس وقت آپ کی حالت اور آپ کے ماننے والوں کی حالت بظاہر بہت کمزور تھی۔ میری پیدائش دعویٰ سے پہلے کی ہے اور گو میں نے ابتداء نہیں دیکھی مگر ابتداء کے قریب کا زمانہ دیکھا ہے۔ وہ زمانہ بھی کمزوری کا زمانہ تھا۔ طرح طرح سے مولوی لوگوں کو جوش دلاتے تھے اور ہر ممکن طریق سے دکھ اور تکالیف پہنچاتے تھے۔

(الفضل 30 نومبر 1923ء)

مخالفت اور جماعت کی ترقی

حضرت مسیح موعود سے میں نے کئی دفعہ سنا ہے کہ لوگ گالیاں دیتے ہیں تب برا معلوم ہوتا ہے کہ یہ کیوں اپنی عاقبت خراب کر رہے ہیں اور اگر گالیاں نہ دیں تب بھی ہمیں تکلیف ہوتی ہے کیونکہ مخالفت کے بغیر جماعت کی ترقی نہیں ہوتی۔ پس ہمیں تو گالیوں میں بھی مزا آتا ہے اس لئے اعتراضات یا لوگوں کی بدزبانی کی پرواہ نہیں کرنی چاہئے۔

(خطبات محمود جلد 15 صفحہ 265)

مخالفوں سے احسان کا سلوک

ایک دفعہ ایک افسر نے حضرت مسیح موعود سے ایک معاملہ میں کہا کہ یہ لوگ آپ کے شہری ہیں آپ ان کے ساتھ نرمی کا سلوک کریں تو حضرت صاحب نے فرمایا۔ اس بڈھے شاہ ہی کو پوچھو کہ آیا کوئی ایک موقعہ بھی ایسا آیا ہے جس سے اس نے اپنی طرف سے نیش زنی نہ کی ہو اور پھر اس سے ہی پوچھو کہ کیا کوئی ایک موقعہ بھی ایسا آیا ہے کہ جس میں میں احسان کر سکتا تھا اور پھر میں نے اس کے ساتھ احسان نہ کیا ہو۔ آگے وہ سر ڈال کر ہی بیٹھا رہا۔ یہ ایک عظیم الشان نمونہ تھا آپ کے اخلاق کا۔ پس ہماری جماعت کو بھی چاہئے کہ وہ اخلاق میں ایک نمونہ ہو۔ معاملات کی آپ میں ایسی صفائی ہو کہ اگر ایک پیسہ بھی گھر میں نہ ہو تو امانت میں ہاتھ نہ ڈالیں اور بات اتنی میٹھی اور ایسی محبت سے کریں کہ جو دوسرے کے دل پر اثر کرے۔

(خطبات محمود جلد 10 صفحہ 278-277)

اپنوں اور غیروں کی مخالفت

مولوی محمد حسین صاحب بٹالوی جو حضرت مسیح موعود کے جوانی کے دوست تھے اور جو ہمیشہ آپ کے مضامین کی تعریف کیا کرتے تھے انہوں نے اس دعویٰ کے معاً بعد یہ اعلان کیا کہ میں نے ہی اس شخص کو اٹھایا تھا اور اب میں ہی اسے تباہ کر دوں گا...... پھر حضرت مسیح موعود کے اپنے رشتہ داروں نے اعلان کر دیا بلکہ بعض اخبارات میں یہ اعلان چھپوا بھی دیا کہ اس شخص نے دوکانداری چلائی ہے اس کی طرف کسی کو توجہ نہیں کرنی چاہئے اور اس طرح ساری دنیا کو انہوں نے بدگمان کرنے کی کوشش کی پھر یہ میرے ہوش کی بات ہے کہ بہت سے کام کرنے والے لوگوں نے جو زمیندارہ انتظام میں کمین کہلاتے ہیں آپ کے گھر کے کاموں سے انکار کر دیا اس کے محرک دراصل ہمارے رشتہ دار ہی تھے۔ غرض اپنوں اور بیگانوں نے مل کر آپ کو مٹانا اور آپ کو تباہ اور برباد کر دینا چاہا۔

(الفضل 13 نومبر 1940ء)

پاکیزہ زندگی

ہم حضرت مرزا صاحب کی دعویٰ سے پہلے کی زندگی کو دیکھتے ہیں تو آپ نے یہاں کے ہندوؤں' سکھوں اور مسلمانوں کو بار بار اعلان فرمایا کہ کیا تم میری پہلی زندگی پر کوئی اعتراض کر سکتے ہو مگر کسی کو جرأت نہ ہوئی بلکہ آپ کی پاکیزگی کا اقرار کرنا پڑا۔

مولوی محمد حسین بٹالوی جو بعد میں سخت ترین مخالف ہو گیا اس نے اپنے رسالہ میں آپ کی زندگی کی پاکیزگی اور بے عیب ہونے کی گواہی دی اور مسٹر ظفر علی خان کے والد نے اپنے اخبار میں آپ کی ابتدائی زندگی کے متعلق گواہی دی کہ بہت پاکباز تھے۔ پس جو شخص چالیس سال تک بے عیب رہا اور اس کی زندگی پاکباز رہی وہ کس طرح راتوں رات کچھ کا کچھ ہو گیا اور بگڑ گیا۔ علماء نفس نے مانا ہے کہ ہر عیب اور اخلاقی نقص آہستہ آہستہ پیدا ہوا کرتا ہے ایک دم کوئی تغیر اخلاقی نہیں ہوتا ہے۔ پس دیکھو کہ آپ کا ماضی کیسا بے عیب اور بے نقص اور روشن ہے۔

(معیار صداقت، انوار العلوم جلد نمبر 6 صفحہ 61)

مقدمہ مارٹن کلارک

جہاں پر حضرت مسیح موعود نے اور دوستوں کو ہنری مارٹن کلارک کے مقدمہ کے دوران میں دعا کے لئے فرمایا وہاں مجھے بھی دعا کے لئے ارشاد فرمایا اس وقت میری عمر دس سال کی تھی اور یہ عمر ایسی ہوتی ہے کہ مذہب کا بھی کوئی ایسا احساس نہیں ہوتا۔

میں نے اس وقت رؤیا میں دیکھا کہ ہمارے گھر میں پولیس کے لوگ جمع ہیں اور دوسرے لوگ بھی ہیں۔ پاتھیوں کا (اوپلوں کا) ڈھیر ہے جس کو وہ آگ لگانا چاہتے ہیں لیکن جب بھی وہ آگ لگاتے ہیں آگ بجھ جاتی ہے۔ تب انہوں نے کہا کہ آؤ تیل ڈال کر پھر آگ لگائیں تب انہوں نے تیل ڈالا لیکن پھر بھی آگ نہ لگی۔ اس وقت میری نظر اوپر کی طرف گئی اور میں نے دیکھا کہ ایک لکڑی پر موٹے الفاظ میں لکھا ہؤا ہے کہ خدا کے بندوں کو کوئی نہیں جلا سکتا۔ پس اگر خدا ہمارا ہو جائے اور اس کی رضا ہمیں حاصل ہو جائے تو دنیا ہزار روکیں ہماری راہ میں پیدا کرے۔ ہمارا کچھ نقصان نہیں کر سکتی اور اگر خدا تعالیٰ ہمارے ساتھ ہے تو دنیا کی بادشاہتیں اور حکومتیں بھی ہمارا کچھ نہیں بگاڑ سکتیں۔

(الفضل 3 جنوری 1925ء)

اللہ تعالیٰ دلوں کا حاکم ہے

خواہ کوئی حاکم بھی ہو دراصل تمہارا محکوم ہوگا کیونکہ جب اللہ تعالیٰ دلوں کو بدل دیتا ہے تو حاکم بھی غلاموں کی طرح ہو جاتے ہیں۔ حضرت مسیح موعود پر جب قتل کا مقدمہ ہؤا تو وہی انگریز ڈپٹی کمشنر جس نے ایک دفعہ کہا تھا کہ اس مدعی مسیحیت کو ابھی تک سزا کیوں نہیں دی گئی، اپنے پاس کرسی بچھا کر آپ کو بٹھاتا، اور ان کے دفتر کے سپرنٹنڈنٹ کا بیان ہے کہ وہ بٹالہ کے اسٹیشن پر ایک دفعہ گھبرا کر ٹہل رہا تھا اور جب میں نے اس سے پوچھا کہ آپ اتنے پریشان کیوں ہیں تو وہ کہنے لگا اس مقدمہ کا مجھ پر اتنا گہرا اثر ہے کہ میں جدھر جاتا ہوں، سوائے مرزا صاحب کے مجھے کوئی اور نظر نہیں آتا اور مرزا صاحب مجھے یہ کہتے دکھائی دیتے ہیں کہ میں مجرم نہیں۔ میری سمجھ میں نہیں آتا مقدمہ ان کے خلاف ہے، بیانات ان کے مخالف ہیں اور مجھ پر جو واقعہ گزر رہا ہے اس نے مجھے اس قدر پریشان کر رکھا اور اتنا اثر ڈالا ہؤا ہے کہ میں ڈرتا ہوں، کہیں پاگل نہ ہو جاؤں۔ آج تک وہ انگریز ڈپٹی کمشنر اس واقعہ کا ذکر کرتا ہے اور ہمارے دوستوں کو جو انگلستان میں (-) رہ چکے ہیں اس نے بتایا کہ جب مجھ سے کوئی شخص پوچھتا ہے کہ ہندوستان کی سروس میں کوئی سب سے عجیب واقعہ سناؤ تو میں مرزا صاحب کے مقدمے کا واقعہ ہی بیان کیا کرتا ہوں۔

(خطبات محمود جلد 15 صفحہ 90-89)

خدا کی حفاظت

آپ کو طرح طرح سے مارنے کی کوشش کی گئی۔ لوگ مارنے پر متعین ہوئے جن کا علم ہو گیا اور وہ اپنے ارادے میں ناکام ہوئے، مقدمے آپ پر جھوٹے اقدام قتل کے بنائے گئے چنانچہ ڈاکٹر مارٹن کلارک نے جھوٹا مقدمہ اقدام قتل کا بنایا اور ایک شخص نے کہہ بھی دیا کہ مجھے حضرت مرزا صاحب نے متعین کیا تھا۔ مجسٹریٹ وہ جو اس دعویٰ کے ساتھ آیا تھا کہ اس مدعی مہدویت و مسیحیت کو اب تک کسی نے پکڑا کیوں نہیں میں پکڑوں گا مگر جب مقدمہ ہوتا ہے وہی مجسٹریٹ کہتا ہے کہ میرے نزدیک یہ جھوٹا مقدمہ ہے۔ بار بار اس نے یہی کہا اور آخر اُس شخص کو عیسائیوں سے علیحدہ کر کے پولیس افسر کے ماتحت رکھا گیا اور وہ شخص رو پڑا اور اس نے بتا دیا کہ مجھے عیسائیوں نے سکھایا تھا اور خدا نے اس جھوٹے الزام کا قلع قمع کر دیا۔ اسی طرح ہماری جماعت کے پُرجوش مربی مولوی عمر الدین صاحب شملوی اپنا واقعہ سنایا کرتے ہیں کہ وہ بھی اسی معیار پر پرکھ کر احمدی ہوئے ہیں۔ وہ سناتے ہیں کہ شملہ میں مولوی محمد حسین اور مولوی عبدالرحمٰن سیاح اور چند اور آدمی مشورہ کر رہے تھے کہ اب مرزا صاحب کے مقابلہ میں کیا طریق اختیار کرنا چاہئے۔ مولوی عبدالرحمٰن صاحب نے کہا کہ مرزا صاحب اعلان کر چکے ہیں کہ میں اب مباحثہ نہیں کروں گا ہم اشتہار مباحثہ دیتے ہیں اگر وہ مقابلہ پر کھڑے ہو جائیں گے تو ہم کہیں گے کہ انہوں نے جھوٹ بولا کہ پہلے تو اشتہار دیا تھا کہ ہم مباحثہ کسی سے نہ کریں گے اور اب مباحثہ کے لئے تیار ہو گئے اور اگر مباحثہ پر آمادہ نہ ہوئے تو ہم شور مچا دیں گے کہ دیکھو مرزا صاحب ہار گئے ہیں۔ اس پر مولوی عمر الدین نے کہا کہ اس کی کیا ضرورت ہے میں جاتا ہوں اور جا کر ان کو قتل کر دیتا ہوں۔ مولوی محمد حسین نے کہا کہ لڑکے تجھے کیا معلوم یہ سب کچھ کیا جا چکا ہے۔ مولوی عمر الدین صاحب کے دل میں یہ بات بیٹھ گئی کہ جس کی خدا اتنی حفاظت کر رہا ہے وہ خدا ہی کی طرف سے ہوگا۔ انہوں نے جب بیعت کر لی تو واپس جاتے ہوئے مولوی محمد حسین بٹالہ کے سٹیشن پر ملے اور کہا تو کدھر؟ انہوں نے کہا کہ قادیان بیعت کر کے آیا ہوں۔ کہا تو بہت شریر ہے تیرے باپ کو لکھوں گا۔ انہوں نے کہا کہ مولوی صاحب یہ تو آپ ہی کے ذریعہ ہؤا ہے جو کچھ ہؤا ہے۔

(معیار صداقت، انوار العلوم جلد 6 صفحہ 61-62)

مقدمہ مارٹن کلارک اور انگریز ڈپٹی کمشنر

حضرت مسیح موعود پر ایک عیسائی نے مقدمہ کیا کہ مرزا صاحب نے میرے قتل کیلئے آدمی مقرر کیا تھا- اور اس پر شہادات پیش کیں- یہاں تک کہ خود اس شخص کی زبان سے بھی اقرار کرا لیا کہ اسے مارنے کیلئے مرزا صاحب نے بھیجا تھا- اس مقدمہ میں تمام ظاہری سامان حضرت مسیح موعود کے خلاف موجود تھے- مگر آپ کو اللہ تعالیٰ نے قبل از وقت اطلاع دی تھی کہ تم پر ایک بلا آنے والی ہے لیکن ہم تمہیں اس سے محفوظ رکھیں گے- اس بشارت کے تھوڑے عرصہ بعد ایک شخص آیا جس نے بتایا کہ امرتسر سے وارنٹ جاری ہو گیا ہے- چنانچہ وارنٹ لکھا گیا مگر بعد میں معلوم ہؤا کہ امرتسر کی عدالت کو ایک حاکم نے کہا تمہیں وارنٹ جاری کرنے کا اختیار نہیں ہاں گورداسپور سے جاری ہو سکتا ہے- گورداسپور کے ڈپٹی کمشنر اس وقت ڈگلس صاحب تھے ان کو اتنا تعصب تھا کہ جب گورداسپور آئے تو حضرت صاحب کے متعلق انہوں نے کہا اس شخص کو ابھی تک گرفتار کیوں نہیں کیا گیا- یہ مسیحیت کا دعویٰ کر کے عیسائیت کی ہتک کرتا ہے مگر جب ان کے پاس مقدمہ آیا تو خدا تعالیٰ نے ایسا تصرف کیا کہ انہوں نے وارنٹ کی بجائے سمن جاری کیا- پھر جب حضرت صاحب عدالت میں گئے تو کرسی پر بٹھایا- مولوی محمد حسین صاحب بٹالوی نے یہ تصور جمایا ہؤا تھا کہ حضرت صاحب مجرموں کی طرح عدالت میں پیش ہونگے- وہ جب آیا تو اس نے دیکھا حضرت مسیح موعود ڈپٹی کمشنر کے پہلو بہ پہلو کرسی پر بیٹھے ہیں- یہ دیکھ کر اس نے بھی کرسی مانگی تو ڈپٹی کمشنر نے انکار کر دیا- جب کرسی کے مانگنے پر اصرار کیا تو ڈپٹی کمشنر نے بڑے غصہ کے ساتھ کہا- پیچھے ہٹ جاؤ اور مت بولو- خدا کی قدرت وہاں سے نکل کر جب باہر آیا تو ایک کمبل پر آ کر بیٹھ گیا مگر کمبل والے نے کمبل کھینچ لیا اور کہا جو شخص ایک مسلمان کے خلاف عیسائیوں کی طرف سے گواہی دینے آیا ہے میں اسے کمبل نہیں دے سکتا۔ غرض مقدمہ پیش ہؤا - اس میں گواہ پیش ہوئے- جو شخص ملزم تھا اس نے خود اقرار کر لیا کہ مجھے مرزا صاحب نے قتل کیلئے بھیجا تھا- اسی طرح تمام ظاہری حالات ایسے خطرناک تھے کہ ان میں حضرت مسیح موعود کے بچاؤ کی کوئی صورت نہ تھی شہادتیں موجود تھیں، ملزم نے اپنے منہ سے صاف اقرار کر لیا تھا ڈپٹی کمشنر متعصب عیسائی تھا، مدعی عیسائی تھے مگر اللہ تعالیٰ نے اپنی قدرت کا عجیب نشان دکھایا- ان دنوں ڈپٹی کمشنر کے ریڈر ایک غیر احمدی تھے جو اب تک غیر احمدی ہیں اور آجکل (1927ء ناقل) راولپنڈی میں ہیں- ان کا بیان ہے کہ ڈپٹی کمشنر حضرت صاحب کے مقدمہ کے متعلق شہادتیں لینے کے بعد بٹالہ سٹیشن پر تھا، ویٹنگ روم میں ٹھہرا ہؤا تھا وہاں کی حالت عجیب تھی کبھی کرسی پر بیٹھ جاتا، پھر اٹھ کر ٹہلنے لگتا، پھر کرسی پر آ کر بیٹھ جاتا، عجیب حرکات کرتا تھا- آخر میں نے پوچھا- کیا بات ہے؟ کہنے لگا مجھے اس وقت سخت گھبراہٹ ہے- مرزا صاحب کے متعلق میرا دل کہتا ہے وہ بے قصور ہیں مگر شہادتیں سب ان کے خلاف ہیں- اب میں کیا کروں؟ ریڈر صاحب کہتے ہیں- میں نے کہا یہ معمولی بات ہے- آپ سپرنٹنڈنٹ پولیس کو بلا لیں وہ کوئی راہ سوچیں گے- چنانچہ سپرنٹنڈنٹ پولیس کو بلایا گیا- اس کو ڈپٹی کمشنر نے اپنی حالت بتائی- سپرنٹنڈنٹ پولیس نے کہا- مقدمہ تو مجھے بھی جھوٹا معلوم ہوتا ہے میرے خیال میں اس کی صحیح تحقیقات کیلئے یہ تجویز ہے کہ ملزم کو پادریوں کے قبضہ سے کسی طرح نکالا جائے اور اسے علیحدہ کر کے پوچھا جائے تب شاید صحیح نتیجہ تک ہم پہنچ جائیں گے- ڈپٹی کمشنر نے اس تجویز کو پسند کیا اور ملزم کو علیحدہ کیا گیا- سپرنٹنڈنٹ نے اسے پوچھا- تم سچ بتاؤ کیا معاملہ ہے تو وہ رو پڑا اور کہا مجھے پادریوں نے سکھایا تھا کہ تم یہ کہنا اس لئے میں نے کہا- تب ڈپٹی کمشنر نے کہا- اب مجھے اطمینان ہؤا ہے اور اس نے حضرت صاحب کو بری کر دیا-

ڈپٹی کمشنر کیپٹن ڈگلس

یہ ڈپٹی کمشنر ڈگلس (وفات 25 فروری 1957ء - ناقل) میں جب ولایت گیا وہاں مجھے ملے تھے- انہوں نے میرے سامنے کہا کہ مجھے شروع سے یقین تھا کہ ملزم جھوٹ بولتا ہے اس لئے مجھے سخت گھبراہٹ تھی کہ ادھر میں بے گناہ آدمی کو پکڑ رہا ہوں اور اوپر واقعات اس کے خلاف ہیں- پھر انہوں نے بتایا کہ ایک دفعہ ایک صاحب جو ہوشیار پور کے ڈپٹی کمشنر تھے چھٹی لے کر ولائیت آئے اور مجھ سے ملے- میں نے ہندوستان کے حالات پوچھے تو انہوں نے کچھ حالات بیان کئے- اس کے بعد میں نے اسے کہا میں اپنی عمر کا نہایت عجیب اور عظیم الشان واقعہ سناتا ہوں اور میں نے اسے یہ واقعہ سنایا- اس میں میں نے ذکر کیا کہ میں نے مرزا صاحب جیسا وسیع الحوصلہ کوئی بھی نہیں دیکھا- باوجود اس کے کہ ان پر ایک خطرناک جرم لگا کر انہیں خطرہ میں ڈالا گیا تھا- پھر بھی جب میں نے انہیں کہا کہ آپ ان پر اپنی ہتک کا دعویٰ کر سکتے ہیں تو انہوں نے کہہ دیا کہ میں نہیں کرنا چاہتا-

ان واقعات سے پتہ لگتا ہے کہ اللہ تعالیٰ جب کسی بات کا فیصلہ کر لیتا ہے تو کوئی نہیں اسے روک سکتا- اگر انسان اللہ تعالیٰ کا ہو جائے تو اس کو پتہ لگ جائے کہ اللہ تعالیٰ کیسے کیسے رنگ میں اس کیلئے اپنی قدرت نمائی فرماتا ہے کیونکہ تمام امور کا انجام خدا ہی کی طرف ہے- (الفضل 24 اپریل 1934ء)

مقدمہ مارٹن کلارک

مارٹن کلارک نے عدالت میں یہ دعویٰ کیا کہ میرے قتل کیلئے مرزا صاحب نے ایک آدمی بھیجا ہے- مسلمانوں میں علماء کہلانے والے بھی اس کے ساتھ اس شور میں شامل ہو گئے- چنانچہ مولوی محمد حسین صاحب بٹالوی تو اس مقدمہ میں آپ کے خلاف شہادت دینے کیلئے بھی آئے- حضرت مسیح موعود کو اللہ تعالیٰ نے قبل از وقت بتا دیا تھا کہ ایک مولوی مقابل پر پیش ہوگا مگر اللہ تعالیٰ اسے ذلیل کریگا لیکن باوجود اس کے کہ الہام میں اس کی ذلت کے متعلق بتا دیا گیا تھا اور الہام کے پورا کرنے کیلئے ظاہری طور پر جائز کوشش کرنا ضروری ہوتا ہے مگر مجھے خود مولوی فضل الدین صاحب نے جو لاہور کے ایک وکیل اور اس مقدمہ میں حضرت مسیح موعود کی پیروی کر رہے تھے سنایا کہ جب میں نے ایک سوال کرنا چاہا جس سے مولوی محمد حسین صاحب کی ذلت ہوتی تھی تو آپ نے مجھے اس سوال کے پیش کرنے سے منع کر دیا- اصل بات یہ ہے کہ مولوی محمد حسین صاحب بٹالوی کی والدہ کنچنی تھی اور مقدمات میں گواہوں پر ایسے سوالات کئے جاتے ہیں کہ جن سے ظاہر ہو کہ وہ بے حقیقت آدمی ہے۔ مولوی فضل الدین صاحب نے جب حضرت مسیح موعود کو وہ سوالات سنائے جو وہ مولوی محمد حسین پر کرنا چاہتے تھے تو ان میں ایک سوال یہ بھی تھا کہ تمہاری والدہ کون تھی؟ جسے سن کر حضرت مسیح موعود نے فرمایا کہ ہم ایسے سوال کو برداشت نہیں کر سکتے - مولوی فضل الدین صاحب نے کہا کہ اس سوال سے آپ کے خلاف مقدمہ کمزور ہو جائیگا اور اگر یہ نہ پوچھا جائے تو آپ کو مشکل پیش آئے گی اس لئے کہ گواہ اپنے آپ کو مسلمانوں کا لیڈر ہونے کی حیثیت سے پیش کر رہا ہے اور ضروری ہے کہ ثابت کیا جائے کہ وہ ایسا معزز نہیں مگر آپ نے فرمایا کہ نہیں ہم اس سوال کی اجازت نہیں دے سکتے- مولوی فضل الدین صاحب احمدی نہیں تھے بلکہ حنفی تھے اور حنفیوں کے لیڈر تھے، انجمن لقمانیہ وغیرہ کے سرگرم کارکن تھے اس لئے مذہبی لحاظ سے تعصب رکھتے تھے مگر جب کبھی غیر احمدیوں کی مجالس میں حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی ذات پر کوئی حملہ کیا جاتا وہ پرزور تردید کرتے اور کہتے کہ عقائد کا معاملہ الگ ہے لیکن میں نے دیکھا ہے کہ آپ کے اخلاق ایسے ہیں کہ ہمارے علماء میں سے کوئی بھی ان کا مقابلہ نہیں کر سکتا اور اخلاق کے لحاظ سے میں نے بھی ایسے ایسے مواقع پر ان کی آزمائش کی ہے کہ کوئی مولوی وہاں نہیں کھڑا ہو سکتا تھا جس مقام پر آپ کھڑے تھے- اب دیکھو ادھر گواہ کے ذلیل ہونے کا الہام ہے ادھر اس کی گواہی آپ کو مجرم بناتی ہے مگر جو بات اس کی پوزیشن کو گرانے والی ہے وہ آپ پوچھنے ہی نہیں دیتے لیکن جس خدا نے قبل از وقت مولوی محمد حسین کی ذلت کی خبر آپ کو دی تھی اس نے ایک طرف تو آپ کے اخلاق کو دکھا کر آپ کی عزت قائم کی اور دوسری طرف غیر معمولی سامان پیدا کر کے مولوی صاحب کو بھی ذلیل کرا دیا-

اور یہ اس طرح ہؤا کہ وہی ڈپٹی کمشنر جو پہلے سخت تھا اس نے جونہی آپ کی شکل دیکھی اس کے دل کی کیفیت بدل گئی اور باوجود اس کے کہ آپ مقام ملزم کی حیثیت میں اس کے سامنے پیش ہوئے تھے اس نے کرسی منگوا کر اپنے ساتھ بچھوائی اور اس پر آپ کو بٹھایا۔ جب مولوی محمد حسین صاحب گواہی کیلئے آئے تو چونکہ وہ اس امید میں آئے تھے کہ شاید آپ کے ہتھکڑی لگی ہوئی ہوگی یا کم سے کم آپ کو ذلت کے ساتھ کھڑا کیا ہوگا - جب انہوں نے دیکھا کہ حضرت مسیح موعود کو مجسٹریٹ نے اپنے ساتھ کرسی پر بٹھایا ہؤا ہے تو وہ غصہ سے مغلوب ہو گئے اور جھٹ مطالبہ کیا کہ مجھے بھی کرسی ملے- مولوی صاحب نے کہا کہ میں معزز خاندان سے ہوں اور گورنر سے ملاقات کے وقت بھی مجھے کرسی ملتی ہے- ڈپٹی کمشنر نے جواب دیا کہ ملاقات کے وقت تو چوہڑے کو بھی کرسی ملتی ہے مگر یہ عدالت ہے- مرزا صاحب کا خاندان رئیس خاندان ہے ان کا معاملہ اور ہے- مولوی صاحب اس پر بھی باز نہ آئے اور کہا نہیں مجھے ضرور کرسی ملنی چاہئے میں اہل حدیث کا ایڈووکیٹ ہوں- اس پر ڈپٹی کمشنر کو طیش آ گیا اور اس نے کہا کہ بک بک مت کر، پیچھے ہٹ، جوتیوں میں کھڑا ہو جا- مولوی صاحب جب گواہی دے کر باہر نکلے تو برآمدہ میں ایک کرسی پڑی تھی اس پر بیٹھ گئے کہ لوگ سمجھیں گے کہ شاید اندر بھی کرسی پر ہی بیٹھے تھے مگر نوکر ہمیشہ آقا کی مرضی کے مطابق چلتے ہیں- چپڑاسی نے جب دیکھا کہ صاحب ناراض ہیں تو اس خیال سے کہ برآمدہ میں کرسی پر بیٹھا دیکھ کر مجھے ناراض نہ ہوں آ کر کہنے لگا کہ میاں اٹھو کرسی خالی کر دو- وہاں سے اٹھ کر وہ باہر آئے اور ایک چادر بچھی ہوئی تھی اس پر بیٹھ گئے اور خیال کیا کہ چلو اتنی عزت ہی سہی- مگر چادر والے نے نیچے سے چادر کھینچتے ہوئے کہا اٹھو میری چادر چھوڑ دو جو عیسائیوں سے مل کر ایک مسلمان کے خلاف جھوٹی گواہی دینے آیا ہو اسے بٹھا کر میں اپنی چادر پلید نہیں کرا سکتا اور اس طرح ذلت پر ذلت ہوتی چلی گئی مگر حضرت مسیح موعود کے اعلیٰ اخلاق کی وجہ سے آپ کی عزت قائم ہوئی-

(الفضل 26 اگست 1936ء ص 8)

کیپٹن ڈگلس جو اب تک زندہ موجود ہے (وفات 25 فروری 1957ء) موصوف کا اپنا بیان ہے کہ اس وقت کے پنجاب کے لیفٹیننٹ گورنر نے انہیں بلا کر کہا کہ یہ شخص عیسائیت کا سخت مخالف ہے اس کے مقدمہ کی طرف خاص توجہ کی ضرورت ہے- جس کے صاف معنے یہ تھے کہ اسے ضرور سزا دو مگر میں نے اپنے دل میں یہ فیصلہ کر لیا تھا- کہ یہ بددیانتی مجھ سے نہیں ہو سکتی- (الفضل 31 جولائی 1935ء)

مارٹن کلارک پٹھان نسل تھا

آپ پر قتل کا ایک جھوٹا مقدمہ بنایا گیا- اس وقت اس ضلع کے ڈپٹی کمشنر کیپٹن ڈگلس تھے (جو اس وقت بھی زندہ ہیں) اور کرنل ڈگلس ہیں وہ اس قدر متعصب تھے کہ جب اس ضلع میں آئے تو کہا کہ اس ضلع کے رہنے والے ایک شخص مسیح ہونے کا دعویٰ کرتا

ہے اب تک کیوں اسے سزا نہیں دی گئی - ان کی عدالت میں یہ مقدمہ پیش ہوا ایک انگریز کہلانے والے شخص نے جو انگریز مشہور تھا مگر دراصل انگریز نہیں بلکہ پٹھان تھا...... پٹھان ہونے کے سبب سے اس کا رنگ انگریزوں کی طرح گورا تھا اور پھر ایک انگریز نے اسے بیٹا بنایا ہوا تھا اس لئے لوگ اسے انگریز سمجھتے تھے- اس کا نام مارٹن کلارک تھا ان کا بیٹا یا بھائی ابی سینیا کی سابق حکومت میں وزیر اعظم تھا- آپ میں سے کئی ایک نے اخباروں میں پڑھا ہوگا کہ مسٹر مارٹن نے کہا، یہ مارٹن اس مارٹن کلارک کا بیٹا یا بھائی ہے، رشتہ کی تعین میں اس وقت نہیں کرسکتا-

(الفضل 26 راگست 1936ء)

بائیکاٹ اور ایذاء رسانی

حضرت مسیح موعود کا بائیکاٹ بھی ہم نے دیکھا- وہ وقت بھی دیکھا جب چوڑھوں کو صفائی کرنے اور سقوں کو پانی بھرنے سے روکا جاتا- پھر وہ وقت بھی دیکھا جب حضرت مسیح موعود کہیں باہر تشریف لے جاتے تو آپ پر مخالفین کی طرف سے پتھر پھینکے جاتے اور وہ ہر رنگ میں ہنسی اور استہزاء سے پیش آتے- مگر ان تمام مخالفتوں کے باوجود کیا ہوا، آپ جتنے لوگ اس وقت یہاں بیٹھے ہیں، آپ میں سے ننانوے فیصدی وہ ہیں جو اس وقت مخالف تھے یا مخالفوں میں شامل تھے مگر اب وہی ننانوے فیصدی خدا تعالیٰ کے فضل سے ہمارے ساتھ شامل ہیں- پھر حضرت خلیفہ اول کی وفات کے بعد جماعت میں جو شور اٹھا اس کا کیا حشر ہوا- اس فتنہ کے سرکردہ وہ لوگ تھے جو صدر انجمن پر حاوی تھے اور تحقیر کے طور پر کہا کرتے تھے کہ کیا ہم ایک بچہ کی غلامی کرلیں- خدا تعالیٰ نے اسی بچے کا ان پر ایسا رعب ڈالا کہ وہ قادیان چھوڑ کے بھاگ گئے اور اب تک یہاں آنے کا نام نہیں لیتے- انہیں لوگوں نے اس وقت بڑے غرور سے کہا تھا کہ جماعت کا اٹھانوے فیصدی حصہ ہمارے ساتھ ہے اور دو فیصدی ان کے ساتھ- مگر اب اللہ تعالیٰ کے فضل سے دو فیصدی بھی ان کے ساتھ نہیں رہا اور اٹھانوے فیصدی بلکہ اس سے بھی زیادہ ہماری جماعت میں شامل ہو چکا ہے-

(خطبات محمود جلد 15 صفحہ 207)

کشفی حالت

حضرت مسیح موعود فرمایا کرتے تھے - مجھے ایک دفعہ پیچش کی شکایت تھی اور چونکہ مجھے بار بار قضائے حاجت کے لئے جانا پڑتا تھا اس لئے میں چاہتا تھا کہ پاخانہ کی اچھی طرح صفائی ہوجائے تاکہ طبیعت میں انقباض پیدا نہ ہو- خاکروبہ آئی تو میں نے اسے پوچھا کہ تم نے جگہ صاف کردی ہے اس وقت شاید اس نے جھوٹ بولا یا کوئی کونہ صاف کرنا اسے بھول گیا تھا کہ اس نے جواب میں کہا میں نے جگہ صاف کردی ہے- اسی وقت حضرت مسیح موعود پر کشفی حالت طاری ہوئی اور آپ نے دیکھا کہ ایک کونہ میں نجاست پڑی ہے- اس پر آپ نے اسے کہا تم جھوٹ کیوں بولتی ہو فلاں کونہ تو ابھی گندہ ہے اور تم نے اس کی صفائی نہیں کی- وہ یہ سن کر حیران رہ گئی کہ انہیں اندر بیٹھے کس طرح علم ہوگیا ہے کہ میں نے پوری صفائی نہیں کی-

(تذکرہ صفحہ 425)

قادیان کی ترقی کی پیشگوئی

ایک زمانہ تھا کہ یہاں احمدیوں کو مسجدوں میں نہیں جانے دیا جاتا تھا- مسجد کا دروازہ بند کردیا گیا- چوک میں کیلے گاڑ دیئے گئے تا نماز پڑھنے کے لئے جانے والے گریں اور کنوئیں سے پانی نہیں بھرنے دیا جاتا تھا بلکہ یہاں تک سختی کی جاتی تھی کہ کمہاروں کو ممانعت کردی گئی تھی کہ احمدیوں کو برتن بھی نہ دیں- ایک زمانہ میں یہ ساری مشکلات تھیں مگر اب وہ لوگ کہاں ہیں- ان کی اولادیں احمدی ہوگئی ہیں اور وہی لوگ جنہوں نے احمدیت کو مٹانے کی کوشش کی ان کی اولاد اسے پھیلانے میں مصروف ہے- یہی مدرسہ جس جگہ واقع ہے یہاں پرانی روایات کے مطابق جن رہا کرتے تھے اور کوئی شخص دوپہر کے وقت بھی اس راستہ سے اکیلا نہ گزر سکتا تھا- اب دیکھو- وہ جن کس طرح بھاگے- مجھے یاد ہے- اس (ہائی سکول والے) میدان سے جاتے ہوئے حضرت مسیح موعود نے اپنا ایک رؤیا سنایا تھا کہ قادیان بیاس تک پھیلا ہوا ہے اور شمال کی طرف بھی بہت دور تک اس کی آبادی چلی گئی ہے- اس وقت یہاں صرف آٹھ دس گھر احمدیوں کے تھے اور وہ بھی تنگدست- باقی سب بطور مہمان آتے تھے لیکن اب دیکھو خدا تعالیٰ نے کس قدر ترقی اسے دی ہے-

(الفضل 8 فروری 1932ء)

سچائی پر ثبات قدم

حضرت صاحب کا ہی واقعہ ہے آپ نے ایک پیکٹ میں خط ڈال دیا- اس کا ڈالنا ڈاکخانہ کے قواعد کی رو سے منع تھا مگر آپ کو اس کا علم نہ تھا- ڈاکخانہ والوں نے آپ پر نالش کردی اور اس کی پیروی کے لئے ایک خاص افسر مقرر کیا کہ آپ کو سزا ہوجائے اور اس پر بڑا زور دیا اور کہا کہ ضرور سزا ملنی چاہئے تاکہ دوسرے لوگ ہوشیار ہوجائیں- حضرت صاحب کے وکیل نے آپ کو کہا بات بالکل آسان ہے آپ کا پیکٹ گواہوں کے سامنے تو کھولا نہیں گیا آپ کہہ دیں کہ میں نے خط الگ بھیجا تھا شرارت اور دشمنی سے کہا جاتا ہے کہ پیکٹ میں ڈالا تھا- حضرت صاحب نے فرمایا یہ تو جھوٹ ہوگا وکیل نے کہا اس کے سوا تو آپ بچ نہیں سکتے- آپ نے فرمایا خواہ کچھ ہو میں جھوٹ تو نہیں بول سکتا- چنانچہ عدالت میں جب آپ سے پوچھا گیا کہ آپ نے پیکٹ میں خط ڈالا تھا؟ تو آپ نے فرمایا- ہاں میں نے ڈالا تھا مگر مجھے ڈاکخانہ کے اس قاعدہ کا علم نہ تھا اس پر استغاثہ کی طرف سے لمبی چوڑی تقریر کی گئی اور کہا گیا کہ سزا ضرور دینی چاہئے- تاکہ دوسرے لوگوں کو

خدا تعالیٰ کا ایک حکم ایک تنبیہ

مکرم انوار احمد انوار صاحب

اولاد والدین کے لئے نعمت خداوندی ہے- وہ بھی اس نعمت سے واقف ہیں جن کو یہ پھل عطا ہوا ہے- اور وہ جو اس نعمت سے محروم ہیں ان کی بے چینی اور بے قراری سے بھی اس کی اہمیت کا اور قدر کا اندازہ ہوتا ہے- اسی طرح والدین بھی اولاد کے لئے رحمت خداوندی اور بہت بڑا فضل ہے-

اس عظیم الشان احسان اور فضل کی قدر ان معصوم اور کملائے ہوئے پھولوں کو دیکھ کر ہوتی ہے جن کے سر پر سایہ عاطفت نہیں ہے اور جو پدری شفقت اور پیار سے محروم ہیں- جن کے ناز نخرے اٹھانے والا کوئی نہیں- اس نعمت کی بھی حقیقی قدر نہیں ہی معلوم ہے جو زمانے کی بے رحم موجوں کے تھپیڑے کھا رہے ہیں- اور دور ابتلاء اور امتحان ہے ان والدین کے لئے جو اپنے بچوں کی بڑے ناز و نعم سے پرورش کررہے ہیں- اور یتیم بچوں کو گویا حقیر سمجھتے ہوئے ان کی خبر گیری سے بے پرواہ ہیں اور باوجود موقع میسر آنے کے ان سے پہلوتہی کرتے ہیں- اللہ تعالیٰ قرآن کریم میں یتیموں کا ذکر کرتے ہوئے فرماتا ہے-

"وہ لوگ جوان کی طرف توجہ نہیں کرتے انہیں یہ تو سوچنا چاہئے کہ کیا یہ نہیں ہوسکتا کہ وہ خود مرجائیں اور اپنے بچوں کو یتیم چھوڑ جائیں"- (سورۃ النساء)

یعنی اللہ تعالیٰ یتیموں کے ساتھ حسن سلوک کی تلقین کرتے ہوئے فرماتا ہے کہ تمہارے بچے جو تمہیں بہت پیارے ہیں اگر یتیم ہوجائیں تو ان کے ساتھ کیسے سلوک کی تمنا رکھتے ہو کہ لوگ ان کے ساتھ کیسا سلوک کریں، معاشرہ انہیں کس حال میں رکھے- یقیناً تم پسند کروگے کہ یہ اچھے حال میں رہیں- معاشرے میں باوقار زندگی گزاریں- لوگ انہیں دھتکارنے کی بجائے ان کی عزت کریں- تو تمہارے لئے بھی لازم ہے کہ تم بھی ویسا ہی سلوک کرو جیسے سلوک کی اپنے بچوں کے ساتھ تمنا رکھتے ہو-

حضرت مصلح موعود فرماتے ہیں:-

"یاد رکھو یتیم کی خبر گیری کرنا صرف نیکی او رتقویٰ ہی نہیں بلکہ قوم کے کریکٹر کو بلند کرنا ہے- اور اسے قربانیوں پر زیادہ سے زیادہ دلیر بنانا ہے- جو قوم یتامیٰ سے حسن سلوک نہیں کرتی وہ قوم کبھی ترقی نہیں کرسکتی"-

(تفسیر کبیر جلد ہشتم صفحہ 568)

یتیم سے حسن سلوک یہ بھی ہے کہ ہمارے مال میں جو یتامیٰ کا حصہ اور حق ہے وہ ان تک باعزت طور پر پہنچ جائے- جو لوگ اس بات کی پرواہ نہیں کرتے ان کے متعلق اللہ تنبیہ کے رنگ میں فرماتا ہے:-

کہ (یوں) ہرگز نہیں بلکہ تم (قصوروار ہو کہ) یتیم کی عزت نہیں کرتے-

حضرت مصلح موعود فرماتے ہیں کہ:-

"تم کو دولت ملی تھی کہ تم غرباء پر خرچ کرو اور اس طرح ایک نیک برادری دنیا میں قائم ہو- مگر بجائے اس کے تم نے تکبر شروع کیا اور غریبوں کی خبر گیری ہی سے غفلت نہیں برتی بلکہ ان کو ذلیل بھی کیا- کہ تم اللہ تعالیٰ کی نگاہ میں مستحق نہیں ہو- اور یتیموں کی عزت نہ کی بلکہ انہیں ذلیل سمجھا- اس لئے خدا تعالیٰ نے بھی تم کو ذلیل کیا- اگر تم دولت ملنے پر یہ سمجھتے کہ خدا تعالیٰ نے یہ دولت اس لئے دی ہے تاکہ وہ دیکھے کہ تم یتیموں کی خبر گیری کرتے ہو یا نہیں- بجائے اس کے کہ تم یہ سمجھتے کہ خدا تعالیٰ نے یہ نعمتیں ہمیں اس لئے دی ہیں کہ لوگوں پر خرچ کی جائیں.................. تم نے یہ کہنا شروع کردیا" ربی اکرمن" کہ خدا کا ہمارے ساتھ کوئی خاص جوڑ ہے- کہ اس نے یہ نعمتیں ہمیں دی ہیں- اوروں کو نہیں دیں- تم نے یتیموں اور مسکینوں کی ذرا بھی پرواہ نہ کی اور تم نے اپنے متعلق یہ سمجھنا شروع کردیا کہ ہم خدا کے خاص محبوب اور پیارے ہیں کہ اس نے ہمیں ان انعامات سے نوازا مگر دوسروں کو محروم رکھا- بجائے اس کے تم یہ سمجھتے کہ تمہیں یتیموں کی پرورش اور مساکین کی خبر گیری کیلئے یہ نعمتیں دی گئی ہیں- تم نے ان نعمتوں کو اپنا حق قرار دے کر ان کی طرف سے اپنی آنکھیں موندلیں- اور ان کی ضروریات کے لئے ایک پیسہ خرچ کرنا بھی روا نہ رکھا"-

(تفسیر کبیر جلد 8 صفحہ 564)

حضرت ابو ہریرہؓ سے مروی ہے کہ رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ:-

"اے اللہ! تو گواہ رہ کہ میں دو ناتواں یعنی یتیم اور عورت کے حقوق دبانے کو حرام قرار دے رہا ہوں"-

(ابن ماجہ کتاب الادب باب حق الیتیم)

اور جو یتامیٰ کے حقوق ادا کرتے ہیں ان کو بشارت دیتے ہوئے رسول کریم ﷺ فرماتے ہیں:-

"اَنَا وَ کَافِلُ الیَتِیمِ فِی الجَنَّۃِ ھٰکَذَا"

کہ میں اور یتیم کی کفالت کرنے والا جنت میں یوں اکٹھے ہوں گے- (مسند احمد بن حنبل)

آج دنیا میں واحد جماعت "جماعت احمدیہ" ہے جو باقاعدہ ایک نظام کے تحت یتامیٰ کے حقوق کا خیال رکھتی ہے- ان کی ضروریات زندگی ان کی تعلیم و تربیت کے ساتھ ساتھ ان کی عزت نفس کا بھی خیال رکھتی ہے- اس وقت پاکستان میں 400 گھرانوں کے

خدا تعالیٰ کی طرف سے عطا ہونے والا انمول تحفہ ایم ٹی اے

حضرت خلیفۃ المسیح الرابع نے اس کو پُرکشش اور مقبول بنانے کی بے حد کوشش کی

نصرت نذیر صاحبہ

حضرت مرزا طاہر احمد خلیفۃ المسیح الرابع کے ایک عظیم الشان کارنامے ''انمول تحفہ'' کا کچھ ذکر کروں گی جو خدا تعالیٰ کی طرف سے عطا ہونے والا ''انمول تحفہ'' ہمارے پیارے حضور نے ہمیں عطا فرمایا۔ جی ہاں! یہ تحفہ ہے ایم ٹی اے۔

ہزار ہا رحمتیں ہوں پیارے آقا پر کہ جن کی بدولت ہمیں MTA جیسی عظیم الشان نعمت ملی جس کی وجہ سے ہم ہر روز اپنے امام سے ملاقات کرنے لگے اور روزانہ ہی دیدار نصیب ہوا۔ اور اب بھی حضرت خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ کا دیدار ہوتا ہے۔

جتنا ہم اپنے آقا کے لئے تڑپ رہے تھے اس سے کہیں زیادہ ہمارے حضور کو ہماری فکر تھی اور وہ اپنا غم تو اندر ہی اندر چھپا جاتے تھے پر ہماری اداسی دور کرنے کے لئے ہمیں اس پیاری نعمت سے نواز دیا اور پھر اپنی بے پناہ مصروفیات کے باوجود MTA کو باقاعدہ کئی گھنٹے کا وقت روزانہ عطا کرتے۔ اس بات سے پتہ چلتا ہے کہ آپ کی نظر میں MTA کی بے پناہ اہمیت تھی اور ساری جماعت کا بھی روزانہ کا انوکھا معمول بن گیا تھا۔

جمعہ کے مبارک دن صبح سے ہی جمعہ کی تیاری شروع ہو جاتی۔ شام کو خطبہ سننے کے لئے سارے عزیز و اقارب کو فون کئے جاتے، مہمانوں کے لئے انتظام کیا جاتا کہ شام کو حضور پرنور نے ہمارے گھر رونق افروز ہونا ہے اور ہر جمعہ عید کا دن بن کر ہمارے گھر طلوع ہوتا تھا۔ اسی طرح تمام بیوت الذکر میں بھی دور دور سے لوگ اپنے پیارے آقا کا خطبہ سننے حاضر ہوتے۔ (اور یہ سلسلہ خدا تعالیٰ کے فضل سے نئے دور میں بھی جاری ہے، اور رہے گا۔)

جمعہ کے دن تو پیارے آقا کا چہرۂ مبارک کچھ اور ہی روپ لئے ہوتا۔ ہر جمعہ کو پہلے سے بڑھ کر روپ اور نور چہرۂ مبارک کو روشن کئے ہوتا اور خطبہ جمعہ میں جہاں اعلیٰ معارف بیان ہوتے تو وہیں عام سادہ الفاظ میں حالات حاضرہ پر تبصرہ ہوتا۔ دوسرے ایام میں روزانہ ملاقاتوں کے پروگرام آتے۔ مختلف قوموں کے مختلف لوگ حضور پرنور سے سوالات کرتے اور حضور ہر شخص کو اس کے فہم کے مطابق جواب ارشاد فرماتے۔

غرض ہمارے تو روزمرہ کے معمولات کا ٹائم ٹیبل MTA پر آقا کی آمد کے حساب سے سیٹ ہوتا تھا کہ کہیں کوئی ایسا پروگرام نہ بنائیں کہ جس کی وجہ سے آقا کی ایک دن کی بھی ملاقات ضائع ہو۔ جرمن، فرانسیسی، بنگالی، لقاء مع العرب، انگلش، اردو، چلڈرن کلاس، غرض مختلف مزاجوں کے مختلف لوگوں میں یہ چاند جلوہ افروز ہوتا تھا۔

یہ محض خدا تعالیٰ کی طرف سے ہر احمدی کے دل میں ڈالی جانے والی خلافت کی محبت ہے جس کی مثال دنیا کی اور کسی محبت میں نہیں ملتی اور پیارے حضور کی دعائیں تھیں کہ جس کی وجہ سے ہر احمدی MTA کا دلدادہ ہے۔

ہزاروں سوالات دنیا کے ہر موضوع پر آپ سے کئے گئے اور آپ نے ان کے نہایت ہی مدلل جوابات ارشاد فرمائے جو ہمارے تک اس انمول تحفہ کے ذریعہ پہنچتے رہے۔ اور یہ علوم و عرفان کی محفلیں MTA کا سرمایہ ہیں۔ حضور نے MTA کا آغاز فرما کر جماعت کی ترقی کی ایک نئی راہ نکالی۔

ترجمۃ القرآن کلاسز

ترجمۃ القرآن حضور پرنور کا ایک عظیم الشان کارنامہ ہے۔ حضور نے MTA پر ''ترجمۃ القرآن کلاس'' کا اجراء فرما کر ساری دنیا پر ایک احسان عظیم فرمایا۔ قرآن مجید کے تراجم و تفاسیر تو بہت ہوئی ہیں مگر جس طریقے سے MTA کے ذریعہ ترجمۃ القرآن تمام دنیا تک پہنچا اس کی مثال دنیا کی تاریخ میں نہیں ملتی۔ اس مقصد کے لئے حضور نے 305 گھنٹے کی کلاسز MTA پر لیں۔ جن کا ہر رنگ ہی نرالا تھا۔ نہایت اعلیٰ درجہ کے معارف قرآن بیان کرنے کے علاوہ جدید علوم اور حالات سے آیات کے تعلق جب بیان کئے جاتے تو ازدیاد ایمان کا باعث ہوتے۔ صرف ہماری خاطر ہمارے پیارے آقا اتنی محنت سے ان کلاسوں کی تیاری کرواتے اور پھر اتنے لمبے عرصہ تک جلوہ افروز ہوتے رہے۔

اسی طرح رمضان المبارک میں حضور پرنور کا درس القرآن بھی LIVE نشر ہوتا تھا جو اپنے آپ میں ایک انوکھا اور تاریخی واقعہ تھا جس کا نظارہ تاریخ نے پہلے کبھی نہ کیا تھا۔ پیارے آقا نے MTA کی خاطر بہت وقت دیا۔ بعض اوقات باوجود بیماری کے بھی باقاعدہ تشریف لاتے رہے۔

ہومیوپیتھی کلاس

ہومیوپیتھی کلاس کی وجہ سے پوری دنیا میں گھر بیٹھے MTA کی بدولت سینکڑوں لوگ ڈاکٹر بن گئے۔ آپ بڑی محنت سے یہ لیکچر دیا کرتے اور اتنے سادہ انداز میں کہ ہر ایک کے لئے قابل فہم ہوتے۔

MTA کے ذریعے آپ کی بدولت نہ صرف روحانی مریضوں کا علاج ہوتا بلکہ جسمانی طور پر شفا پانے والوں کی تعداد بھی لاکھوں میں ہے۔ الغرض MTA کا یہ چاند ہر روز ایک مختلف رنگ میں جلوہ افروز ہوتا اور ہر رنگ ہی اتنا اجلا ہوتا کہ اس کے سحر میں گرفتار ہوئے بغیر رہا نہ جاتا۔ پیارے حضور نے نہ صرف یہ کہ MTA کا اجراء فرمایا تھا بلکہ اس کی ترقی کے لئے خود سب سے زیادہ وقت عنایت فرمایا تھا۔

اردو کلاس کی باتیں

اردو کلاس کی صورت میں تو پیارے حضور نے ہمیں ایسا احمدیت کا چمن عطا کیا کہ ہمارے شب و روز اس میں سکھائی جانے والی باتوں پر عمل کرتے ہوئے گزرنے لگے۔ اردو کلاس میں ہی حضور پرنور نے نماز کا ترجمہ نہایت ہی نئے اور آسان فہم انداز میں بیان فرمایا۔ اس کے علاوہ رفقاء کی روایات ایسے اچھوتے انداز میں سناتے کہ یوں محسوس ہوتا کہ شاید ہم اس پرانے زمانے میں پہنچ گئے ہیں۔ کئی دفعہ قہقہے گونجتے تو کئی دفعہ آنسوؤں کی جھڑی لگ جاتی۔ حضرت مسیح موعود کی سو سال پرانی گھڑی کی زیارت بھی سب سے پہلے ہمیں اردو کلاس میں ہوئی۔

اردو کلاس میں بڑوں، بچوں سب کے لئے یکساں طور پر بے پناہ دلچسپی تھی۔ نظمیں جو اردو کلاس میں پڑھی گئیں، انہوں نے لوگوں کو دوسرے گانوں سے متنفر کر دیا۔ اعلیٰ پائے کے شاعروں کے کلام سے جہاں ایک طرف اعلیٰ ذوق رکھنے والوں کی تسکین ہوتی تو وہاں عام سادہ چھوٹی چھوٹی باتوں میں ایک سادہ مزاج گھریلو خاتون بھی دلچسپی لئے بنا نہ رہ سکتی۔ مثلاً پلاؤ بنانے کی ترکیب، باورچیوں سے کام لینے کے طریق، سالن میں تمام مصالحے اگر ایک جتنے ڈالے جائیں تو کسی بھی مصالحہ کا ذائقہ تیز نہیں ہوتا۔ سموسہ بنانے کی ترکیب، آٹا گوندنے کی ترکیب وغیرہ۔ اس کے علاوہ حضور بچوں کو نہایت ہی بے تکلفانہ انداز میں معلومات فراہم فرماتے اور اکثر مزاح سے بھرپور لطائف بھی سناتے۔ کھانے پینے کے آداب سکھاتے، سب کو اپنے ہاتھ سے کھانا دیتے اور خود بھی انہی Disposable برتنوں میں کھانا تناول فرماتے اور کبھی کوئی تکلف نہ فرمایا۔

اردو کلاس MTA پر نشر ہونے والے پروگراموں میں بہت مقبول رہی۔ کیونکہ اس کلاس میں جماعت کو وہ سب کچھ دیکھنے کو ملا جو شاید ہم کبھی نہ دیکھ پاتے۔ آج بھی ان باتوں کو یاد کریں تو ایک طرف تو دل غمگین ہوتا ہے تو دوسری طرف خدا تعالیٰ کا بے پناہ شکر ادا کرتا ہے اور اپنے آقا کے لئے دعائیں کرتا ہے کہ جن کے دیئے ہوئے MTA کی بدولت ہمیں اپنے آقا کا اتنا پیارا، شفیق، مہربان، دلنشین اور بالکل نیا اور منفرد سا روپ دیکھنے کو ملا۔

اردو کلاس کے ذریعے پیارے آقا نے جس طرح جماعتی روایات اور اردو زبان کو فروغ دیا اتنا فروغ تو بڑی بڑی حکومتیں نہ دے سکیں۔ پیارے حضور کے ارشاد پر مختلف رنگ و نسل کے احباب نے شلوار قمیص زیب تن کرنی شروع کر دی اور پاکستانی کھانے پوری دنیا میں مقبول ہوئے۔

عالمی بیعت

ہر سال عالمی بیعت کے دلفریب اور تاریخی نظارہ نے تو دنیا میں ایک عجیب انقلاب پیدا کر دیا تھا۔ ہر سال لاکھوں اور پھر کروڑوں سعید روحیں دنیا کے کناروں میں بیٹھ کر ایک آواز پر خدا کی وحدانیت کا اقرار کرنے لگیں اور گھر گھر میں جلسہ سالانہ ہو رہا ہوتا۔

یہ سب کچھ ہمیں اور ان تمام لوگوں کو جو حضور سے باقاعدہ ملاقات نہیں کر پاتے تھے MTA کی بدولت ہی دیکھنا نصیب ہوتا۔ غرض MTA کی صورت میں نہ صرف یہ کہ آپ نے ہمیں ایک لازوال تحفہ عطا کیا بلکہ اس کو سجانے، سنوارنے اور آباد کرنے میں بھی سب سے زیادہ خود آپ نے ہی محنت کی اور اپنی بے پناہ مصروفیات کے باوجود MTA پر باقاعدہ رونق افروز ہوتے رہے۔ صحت کی خرابی و کمزوری کے باوجود کسی پروگرام میں کبھی ناغہ نہ کیا۔ اصل میں حضور نے ساری جماعت سے اتنا پیار کیا کہ ساری جماعت مل کر بھی حضور سے اتنا پیار نہ کر سکتی تھی۔ آپ کو یہ فکر ہوتی تھی کہ اگر میری جماعت مجھے ایک دن بھی نہ دیکھے گی تو پریشان ہوگی۔ اس وجہ سے کمزوری صحت کے باوجود پروگراموں میں باقاعدہ جلوہ افروز ہوتے رہے۔

1999ء کی بیماری کے بعد باوجود کمزوری صحت کے حضور پرنور نے MTA کے لئے روزانہ ایک گھنٹہ وقف رکھا اور باقاعدہ روزانہ نئے پروگراموں میں رونق افروز ہوتے رہے۔ نہایت معلوماتی جوابات دینے کے علاوہ دلچسپ واقعات اور لطائف بھی سناتے رہے۔ یہاں تک کہ 18 ر اپریل 2003ء کو خطبہ جمعہ ارشاد فرمایا اور پھر اسی شام مجلس عرفان بھی لی۔ یہ سب پیارے حضور کی اپنی جماعت سے بے انتہاء محبت ہی تھی کہ آخری دم تک ہماری تربیت کی خاطر MTA پر رونق افروز ہوتے رہے۔ غرض پیارے حضور نے اس خوبصورت MTA کو اپنے خون جگر سے سینچا تھا اور اس کو آباد رکھنے کے لئے آخر تک کوشاں رہے۔

یہاں تک کہ وہ وقت بھی آ گیا کہ جس کی آپ کو کچھ عرصہ سے خواہش تھی کہ یہ آواز آئے ''راضیۃ مرضیۃ'' اور آپ نے نہایت عاجزی اور اطمینان سے اپنی جان جانِ آفرین کے سپرد کر دی۔

اس آسمانی تحفہ کے ذریعہ فوراً ہی یہ خبر دنیا کے

کناروں تک پہنچ گئی۔ تمام دنیا اس اچانک صدمہ سے بے حال ہو چکی تھی اور اپنے پیارے آقا کے مبارک اور پُرنور چہرہ کی زیارت کے لئے تڑپ اٹھی مگر افسوس کہ ہر ایک کو یہ موقعہ ملنا ناممکن تھا...... مگر پھر ہزار ہار حمتیں ہمارے پیارے حضور حضرت مرزا طاہر احمد خلیفۃ المسیح الرابع پر ہوں کہ وہ ہمیں MTA کا تحفہ دے گئے تھے کہ جس کی بدولت ہمیں ایسی زیارت نصیب ہوئی جس کی مثال دنیا کی تاریخ میں نہیں ملتی۔

پرسکون چہرۂ مبارک کی زیارت سے لے کر تدفین تک تمام مراحل لحہ بہ لحہ کی ہر تصویر، ہر رپورٹ ہمیں MTA کی وجہ سے دیکھنے کو ملی۔ مذہبی دنیا میں ایسے عالمگیر جنازہ کا منظر جو دنیا بھر میں Live دیکھا گیا، چشم فلک نے ایسا نظارہ کبھی نہیں دیکھا ہوگا۔

MTA کا اجراء اور اس کا اس قدر ترقی پانا خدا تعالیٰ کے زندہ نشانوں میں سے ایک نشان ہے۔ حضور کے آخری سفر اور تمام دوسری کارروائی کے دوران MTA سے اس قدر اچھی، باوقار ٹرانسمیشن پیش کی گئی کہ دنیا کی بڑی بڑی حکومتیں بھی اس کا مقابلہ نہیں کرسکتیں۔ MTA جماعت احمدیہ کی صداقت کا ایک نشان ہے۔

صاف دل کو کثرت اعجاز کی حاجت نہیں
اک نشاں کافی ہے گر دل میں ہو خوف کردگار

حضرت سیدنا مرزا طاہر احمد خلیفۃ المسیح الرابع کی خلافت کا دور ایک تاریخ ساز دور ثابت ہوتا رہا۔ تین ابواب کے بعد چوتھا باب اپنی آب و تاب اور تمکنت بے پناہ لئے آسمان احمدیت پر چمکتے سورج کی طرح ہم پر اپنی چمک ظاہر کرتا رہا۔

اور پھر اسی ایم ٹی اے کے ذریعے ہی خدا تعالیٰ کے عظیم الشان وعدہ کو ہم نے ایک مرتبہ پھر لحظہ لحظہ پورا ہوتے دیکھا کہ خدا تعالیٰ نے کس طرح ہمیں خوف کی حالت سے نکال کر ایک مرتبہ پھر امن کی حالت عطا کی۔ اس کا نظارہ کروڑ ہا انسانوں نے بیک وقت کیا اور پھر کروڑ ہا انسانوں کی ایک وقت میں اپنے آقا حضرت مرزا مسرور احمد خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کے ہاتھ پر بیعت کرنا، آپ کے انقلاب آفرین، تاریخ ساز اور عالمگیر عظمت کے دور کا پہلا نمونہ ہے جو پوری دنیا نے MTA کے ذریعہ Live دیکھا۔

پس MTA ہمارے پیارے حضور کا جماعت پر ایک ایسا احسان ہے جس کا فیض ہمیشہ جاری رہے گا اور پیارے حضور نے خود MTA کی ترقی کے لئے بہت محنت کی اور سینکڑوں پروگراموں میں شامل ہو کر اس کے خزانہ کو بھر دیا۔

خدا تعالیٰ ہمیں توفیق دے کہ ایم ٹی اے کی ہم ایسے ہی حفاظت کریں اور اس کے لئے وہ تڑپ پیدا کریں جو پیارے حضور کے دل میں تھی اور جس طرح آپ نے اس کو آخر دم تک آباد رکھا۔ ہم بھی اس کی بقا اور ترقی کے لئے محنت کریں اور سب مائیں اپنے بچوں کے دل میں MTA کی محبت اور قدر پیدا کریں۔

بجلی کے غیر ضروری بلب اور ٹیوب لائٹس
بند رکھیں اس سے آپ کی بچت ہوگی

میاں عبدالرزاق صاحب

مکرم میاں گلزار احمد صاحب راجپوت صراف

بھائی جان میاں گلزار احمد ہمارے سب سے بڑے بھائی تھے۔ آپ کی شخصیت اسم بامسّمیٰ تھی چہرہ شگفتہ، خوش شکل، دراز قد اور پروقار شخصیت کے حامل تھے۔ طبیعت میں مستقل مزاجی نمایاں تھی۔ پابند صوم وصلوٰۃ اور صفائی پسند تھے۔ جو صاف ستھرا لباس پہن کر دکان پر جاتے وہی سارا دن کام کاج میں استعمال کرتے اور اس کی آب و تاب جوں کی توں قائم رہتی۔ آپ کو دیکھ کر طبیعت مرعوب ہوئے بغیر نہ رہتی۔

آپ چنیوٹ کے معروف سماجی شخصیت کے طور پر پہچانے جاتے تھے۔ آپ کی تعلیم مڈل سے بھی کم تھی لیکن میونسپل کمیٹی، تحصیل کچہری، سکول حتیٰ کہ ضلع کی سطح تک جو لوگ خود کم تعلیم یا ناواقفیت کی بنا پر اکیلے نہیں جاسکتے تھے وہ آپ کے پاس مدد کے لئے آتے۔ اس لئے ضرورتمندوں کی عرضداشت لکھنا، اشٹام، رجسٹری فارم خریداری میں مدد کرنا اور عرضی نویس سے مضمون لکھوا کر دینا۔ دفتروں میں جانا اور افسران بالا سے ملنا ان سب کاموں میں بفضل تعالیٰ پیش پیش رہتے۔

آپ اردو خوش خط لکھ سکتے تھے، پڑھ سکتے تھے اور بوقت ضرورت مدلل طور پر گفتگو کر کے حاجت مندوں کے مافی الضمیر کی ادائیگی میں مدد کرتے تھے۔

آپ شاعری سے بھی لگاؤ رکھتے تھے۔ آپ نے مختلف شعروں کی ذاتی پسند کی ایک خوبصورت کاپی بھی بنائی ہوئی تھی اور اس میں اپنے ہاتھ سے شعروں کا کافی اچھا قابل قدر مجموعہ تیا کیا۔ آپ کا یہ شوق عمر کے ساتھ ساتھ بڑھتا گیا۔ ایک شعر انہوں نے جرمنی آنے پر سنایا اور محظوظ کیا۔

اے خدا مجھ سے نہ لے میرے گناہوں کا حساب
میرے پاس اشک ندامت کے سوا کچھ بھی نہیں

آپ کا یہ شوق اولاد کو ورثہ میں ملا۔ چنانچہ آپ کے دونوں بیٹے عزیزم ڈاکٹر ابرار احمد (ماہر امراض بچگان) مقیم لاہور اور عزیزم افضال احمد قمر مقیم کینیڈا اچھے معیار کے شعراء میں شمار ہوتے ہیں۔

آپ کے مزاج میں انکساری کا پہلو بھی نمایاں تھا۔ ہم جب بھی آپ سے ملنے جاتے آپ اٹھ کر ملتے۔ بات کو توجہ سے سنتے اور خیر و عافیت دریافت کرتے۔ ضروری آرڈر خواہ لیٹ ہو جائے مگر بات کی طرف متوجہ رہتے اور جب تک گفتگو سمٹ نہ جائے اپنے کام پر واپس نہ لوٹتے۔ آپ کے حلقہ احباب میں ایک ہمسایہ دکاندار محمد صدیق مرحوم اور ایک حافظ عزیز احمد شیخ مرحوم چنیوٹ سے متعلق تھے، شامل تھے۔ یہ دونوں احباب صائب الرائے تھے تاہم حافظ عزیز احمد بہت بے تکلفی سے بھائی جان سے باتیں کرتے اور بھائی جان کی سنتے بلکہ محترم حافظ صاحب کا ذکر بھائی جان کے ہم نشین اور مجلسی کے طور پر آیا ہے۔ اللہ تعالیٰ ان کی مغفرت فرمائے۔ بہت خوبیوں کے مالک تھے اور خدا تعالیٰ کے کلام سے سینہ منور تھا اور خوش الحان تھے۔

بھائی جان کے ذکر میں اہم بات جس کا تعلق ہمارے خاندان کے بنیادی استحکام سے ہے یہ ہے کہ آپ نے دس بارہ برس کی عمر میں والد صاحب (حاجی میاں عبدالرحمٰن زرگر آف پنڈی چیری) کے ساتھ کام کر کے گھر کی اقتصادی ترقی اور مالی آسودگی میں بھرپور حصہ لیا یہ امر اور بھی قابل تحسین بن جاتا ہے جب اس بات کو دیکھا جائے کہ اس دور میں سارے کام ہاتھ سے اور محنت طلب ہوتے تھے۔ جبکہ موجودہ وقت میں مشینوں اور بجلی نے کافی کام آسان کر دیئے ہیں۔ آپ کی شادی کے بعد والد صاحب نے آپ کو چنیوٹ آباد کیا جس میں آپ نے عمر کے چالیس سال گزارے۔ کچھ عرصہ کے لئے امی جان مکرمہ مریم بی بی صاحبہ بنت میاں غلام محمد صاحب آف سید والہ اور ہم (تین چھوٹے بھائی) بھی تقریباً چھ سال آپ ساتھ رہے۔ اس طرح آپ کا مکان ہمارا فیملی ہیڈ کوارٹر قرار پایا۔ یہیں ہمارے مستقبل کے فیصلے ہوتے جن میں والدین، بھائی کی رائے کو اکثر اوقات مان لیتے اور عمل شروع ہو جاتا۔ سلسلہ عالیہ سے محبت رکھتے تھے۔ بزرگان سلسلہ نیز علمائے سلسلہ کے قدردان تھے۔ اور ان کی دینی خدمات کا تذکرہ گھر میں بھی کرتے رہتے تھے تاکہ عمدہ بچوں پر بھی ظاہر ہو۔ اس طرح اطاعت خلافت اور تقدس خلافت میں بھی آپ کا وجود ہمارے لئے مشعل راہ بنا رہا۔

آپ نے صرافہ کے کاروبار میں حد درجہ دیانتدار، امانت دار اور کسب کمال کن کہ عزیز جہاں شوی کے مصداق تھے۔ آپ کا بنا ہوا زیور خالص سونے، چاندی سے ہی تیار ہوتا تھا۔ اور جب بھی کوئی بوقت ضرورت فروخت کرتا اسے زیادہ رقم ملتی۔ آپ کے مالی حالات آخر عمر میں نامعلوم وجوہات کی بنا پر پریشانی میں گزرے لیکن اس کے باوجود زیورات کی تیاری میں کسی قسم کی ایسی ملاوٹ نہ کی جو بد دیانتی پر منتج ہو۔

ہمیشہ خیالات بلند رکھے اور پروقار طریق سے زندگی گزاری جو ہمارے لئے قابل تقلید ہے۔ آخری ایام میں بھی توکل بر خدا سے کام لیتے رہے اور خدا تعالیٰ سے کبھی مایوس نہ ہوئے کہ رقمیں خرد برد کرنے والے خدا کرے سدھر جائیں اور حق واپس مل جائے۔

دعا کے طور پر یہ شعر اکثر ان کے ورد زبان رہتا۔

در اس کا آج گر نہ کھلا خیر! کل سہی
جائیں گے اس کے در پہ یونہی بار بار ہم
(کلام محمود)

اسی اثنا میں بلاوا آ گیا اور بتاریخ 6 فروری 1999ء لاہور کے ایک ہسپتال میں وفات پا گئے۔ تدفین بہشتی مقبرہ ربوہ میں ہوئی آپ کے پسماندگان میں اول الذکر دو بیٹوں کے علاوہ چار بیٹیاں اور ان کی اولاد میں شامل ہیں۔

درخواست ہے کہ میرے اس پیارے بھائی کی مغفرت، بلندی درجات اور جنت الفردوس میں ابدی بسیرے کے لئے دعا کریں۔ اللہ تعالیٰ آپ سب کو بہترین جزاء سے نوازے۔

بقیہ صفحہ 5

1300 سے زائد بچے ہمارے امام کی شفقت کے طفیل کمیٹی کفالت یکصد یتامیٰ کی زیر کفالت پرورش پا رہے ہیں۔ اور اس طرح اندازہ خرچ فی بچہ 500 سے 1500 روپے ماہانہ ہے۔ احباب وخواتین کی ایک کثیر تعداد اس کار خیر میں حصہ لے کر ثواب حاصل کر رہی ہے۔ گویا ''کفالت یتامیٰ'' دوسری طرف حصول نیکی کا بہترین ذریعہ ہے۔

ہمیں چاہئے کہ ہم سب اس موقع سے فائدہ اٹھاتے ہوئے یتیموں کی کفالت کے لئے آگے آئیں۔ اور اپنے مال میں سے یتیموں کا حق ادا کر کے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے قدموں میں جگہ پائیں۔ اللہ تعالیٰ ہمیں اس کی کماحقہ توفیق عطا فرمائے۔ (آمین)

بقیہ صفحہ 5

عبرت ہو۔ حضرت صاحب فرماتے ہیں تقریر چونکہ انگریزی میں تھی اس لئے میں اور تو کچھ نہ سمجھتا لیکن جب حاکم تقریر کے متعلق No-No (نو۔نو) کہتا تو اس لفظ کو سمجھتا۔ آخر تقریر ختم ہوئی تو حاکم نے کہہ دیا۔ بری اور کہا جب اس نے اس طرح سچ سچ کہہ دیا تو میں بری ہی خیال کرتا ہوں۔

(اصلاح نفس، انوار العلوم جلد نمبر 5 صفحہ 434-435)

تقریب آمین

☆ عزیزہ حذیفہ شوکت بنت چوہدری شوکت علی صاحب عقب ہسپتال ربوہ نے 5 ماہ 27 دن کی قلیل مدت میں قرآن کریم حفظ کر لیا۔ اس بچی نے 6 سال کی عمر میں ناظرہ قرآن کریم پڑھ لیا تھا۔ گیارہ سال کی عمر میں قرآن کا ترجمہ پڑھا اور پونے تیرہ سال کی عمر میں حفظ قرآن کی سعادت حاصل کی۔

مکرم چوہدری شوکت صاحب کی مزید دو بیٹیوں حسنیٰ شوکت اور خدیجہ بشریٰ نے قرآن کریم ناظرہ مکمل کیا۔ تینوں بچوں کی تقریب آمین 17 اکتوبر کو شام ساڑھے چھ بجے شوکت علی صاحب کے گھر منعقد ہوئی جس میں محترم چوہدری حمید اللہ صاحب وکیل اعلیٰ تحریک جدید نے دعا کروائی۔ اللہ تعالیٰ ان سب کے لئے یہ اعزاز مبارک کرے اور قرآن کریم کی برکات حاصل کرنے کی توفیق دے۔ آمین

☆......☆......☆......☆

ضرورت ماہر امراض چشم

مجلس نصرت جہاں کو ایک مخلص اور خدمت کا جذبہ رکھنے والے ماہر امراض چشم کی ضرورت ہے۔ خدمت کے خواہش مند مندرجہ ذیل پتہ پر رابطہ فرمائیں۔

(سیکرٹری مجلس نصرت جہاں بیت الاظہار۔ بالائی منزل

احاطہ دفاتر صدر انجمن احمدیہ، ربوہ

فون: 04524-212967

نیورو فزیشن کی آمد

مورخہ 28 نومبر 2004ء بروز اتوار مکرم ڈاکٹر رفیق احمد بشارت صاحب نیورو فزیشن ہسپتال میں مریضوں کے معائنہ کیلئے تشریف لا رہے ہیں۔ ضرورت منداحباب میڈیکل آؤٹ ڈور سے ریفر کروا کر پرچی روم سے اپنی پرچی بنوالیں۔ بغیر ریفر کروائے ڈاکٹر صاحب کو دکھانا ممکن نہ ہوگا۔ مزید معلومات کیلئے استقبالیہ ہسپتال سے رابطہ فرمائیں۔

(ایڈمنسٹریٹر فضل عمر ہسپتال ربوہ)

بقیہ صفحہ 1

رکن تھے۔ لمبا عرصہ نیشنل مجلس عاملہ کے ممبر رہے۔

علاوہ ازیں ہیومینیٹی فرسٹ کے انچارج کے طور پر بھی خدمت کی توفیق پائی اور اسی سلسلہ میں کام کرتے ہوئے آپ کو یہ حادثہ پیش آیا تھا۔ آپ گزشتہ تین سال سے افسر جلسہ سالانہ کے فرائض بھی سرانجام دے رہے تھے۔ آپ کو یہ سعادت بھی حاصل ہے کہ گنی بساؤ میں احمدیت کا پودا آپ ہی کے ہاتھ سے لگا۔ مرحوم اللہ کے فضل سے موصی تھے۔ آپ نے تین بیویاں، سات بیٹے اور پانچ بیٹیاں یادگار چھوڑی ہیں۔

مکرم امۃ الحی صاحبہ

مکرمہ امۃ الحی صاحبہ زوجہ چوہدری حمید نصر اللہ خان صاحب مورخہ 5 اور 6 نومبر 2004ء کی درمیانی رات کو 68 سال کی عمر میں وفات پا گئیں۔ آپ حضرت چوہدری محمد ظفر اللہ خان صاحب کی اکلوتی صاحبزادی تھیں۔ والدین کی خدمت میں بھی آپ نے ایک غیر معمولی مقام حاصل کیا۔ نمازوں کے علاوہ تہجد کی ادائیگی بھی بہت التزام سے کرتیں تھیں۔ اپنی آخری تکلیف دہ بیماری بڑے صبر اور حوصلے سے کاٹی۔ آپ اللہ کے فضل سے موصیہ تھیں۔ لاہور میں جنازہ ادا کرنے کے بعد آپ کی میت ربوہ لے جائی گئی جہاں مکرم ناظر صاحب اعلیٰ نے احاطہ صدر انجمن احمدیہ میں جنازہ پڑھایا اور بہشتی مقبرہ میں تدفین کے بعد دعا کروائی۔ آپ نے اپنے پیچھے ایک بیٹی اور دو بیٹے یادگار چھوڑے ہیں۔

مکرم چوہدری محمد یوسف باجوہ صاحب

مکرم چوہدری محمد یوسف باجوہ صاحب مورخہ 30 ستمبر 2004ء کو ایک ایکسیڈنٹ کے بعد مسلسل دس ماہ بے ہوش رہنے کے بعد وفات پا گئے۔ آپ کی عمر 57 سال تھی۔ مرحوم حضرت خلیفۃ المسیح الرابع کے باڈی گارڈ کی ڈیوٹی بھی کرتے رہے۔ اسی ڈیوٹی پر 1986ء میں لندن بھی آئے تھے۔ مرحوم نیک، خوش اخلاق، خدمت دین کا جذبہ رکھنے والے فدائی احمدی تھے۔

مکرم چوہدری نثار احمد صاحب

مکرم چوہدری نثار احمد صاحب مورخہ 29/ اکتوبر 2004ء کو حرکت قلب بند ہونے سے 72 سال کی عمر میں وفات پا گئے۔ آپ صوم وصلوٰۃ کے پابند، دعاگو، خوش اخلاق اور ہمدرد انسان تھے۔ عرصہ دراز تک مجلس عاملہ ضلع جھنگ کے رکن رہے اور خدمت سلسلہ کی توفیق پائی۔ مرحوم اللہ کے فضل سے موصی تھے اور آپ کو اسیر راہ مولیٰ کا شرف بھی حاصل ہوا۔

نماز جنازہ حاضر

مورخہ 17 نومبر 2004ء کو قبل از نماز ظہر بیت الفضل لندن میں حضور انور نے یہ نماز جنازہ حاضر پڑھائی۔

مکرمہ سکینہ شرما صاحبہ

مکرمہ سکینہ شرما صاحبہ اہلیہ مکرم عبدالکریم شرما صاحب سابق مربی ایسٹ افریقہ مورخہ 14/ نومبر 2004ء کو عیدالفطر کے روز صبح کے وقت لندن میں وفات پا گئی تھیں۔ آپ حضرت شیخ عبدالرب صاحب لائلپوری مرحوم کی بیٹی اور جماعت کے معروف سکالر مکرم شیخ عبدالقادر صاحب محقق کی ہمشیرہ تھیں۔ مرحومہ نے اٹھارہ سال کی عمر سے لے کر چند سال قبل تک لجنہ اماء اللہ کے تحت دینی خدمات کی بھرپور توفیق پائی۔ لجنہ اماء اللہ کی مرکزی عاملہ میں بطور سیکرٹری تربیت بھی کام کرنے کا موقعہ ملا۔ بہت نیک، مخلص اور دعاگو خاتون تھیں۔ آپ کو قرآن مجید پڑھانے کا بہت شوق تھا۔ بہت سے احمدی اور غیر احمدی بچوں کو قرآن مجید ناظرہ اور باترجمہ پڑھانے کی توفیق ملی۔ مرحومہ موصیہ تھیں۔

اللہ تعالیٰ تمام مرحومین کے ساتھ مغفرت کا سلوک فرماتے ہوئے ان کے درجات بلند فرمائے اور ان کے لواحقین کو صبر جمیل کی توفیق دے اور خود ان کا نگہبان ہو۔ آمین

خبریں

آصف زرداری کو رہا کر دیا گیا

پیپلز پارٹی کے رہنما آصف علی زرداری کی ضمانت سپریم کورٹ کے فل بنچ نے منظور کر لی اور انہیں رہا کر دیا گیا۔ زرداری 8 سال جیل میں رہے۔ بے نظیر بھٹو نے کہا ہے قوم مزید خوشخبریاں سنے گی۔ وزیر اطلاعات شیخ رشید نے کہا ہے کہ نیا مقدمہ نہیں بنایا جائے گا۔ آصف علی زرداری نے کہا ہے کہ بیوی بچوں کو ملنے دوبئ جاؤں گا۔ رہائی کسی ڈیل کا نتیجہ نہیں۔ ڈیل ہی کرنا ہوتی تو گرفتاری کے ایک ہفتے بعد ہی رہا ہو سکتا تھا۔ چیف جسٹس ناظم حسین صدیقی نے کہا ہے کہ ملزم کی تمام مقدمات میں ضمانت کے بعد بی ایم ڈبلیو ریفرنس دائر کر دیا گیا۔ بظاہر یہ بدنیتی ہے اس مقدمہ کی سماعت چیف جسٹس ناظم حسین صدیقی، جسٹس عبدالحمید اور جسٹس شاکر اللہ خان نے کی اور قرار دیا کہ اگر کسی دوسرے مقدمہ میں مطلوب نہ ہوں تو 10 لاکھ روپے کے مچلکے جمع کرانے پر رہا کر دیا جائے۔ آصف علی زرداری نے رہائی کے بعد کہا کہ میری رہائی سے پارٹی پالیسی میں تبدیلی نہیں ہوگی۔ وردی کے خلاف تحریک کا حصہ ہوں۔

نئے آبی ذخائر کی تعمیر صدر جنرل مشرف نے کہا ہے کہ نئے آبی ذخائر کی تعمیر میں تاخیر کر کے پاکستان کو خودکشی نہیں کرنے دوں گا۔ چند ماہ میں دو بڑے ڈیموں کی تعمیر کے بارے میں فیصلہ ہوگا۔ بیرون ملک سے واپسی پر سندھ اور سرحد کا دورہ کروں گا۔ اپوزیشن کو شور شرابا کرنے دیں۔ لیکن ان کی باتوں میں نہ آئیں وہ اکثریت پر مسلط ہونے کی کوشش کر رہی ہے ان کی تحریک ناکام ہوگی۔ امن وامان کا مسئلہ پیدا کرنے والوں سے رعایت نہیں کی جائے گی۔ اگلے بلدیاتی اور عام انتخابات کیلئے وقت کم ہے۔ صوبوں میں وزراء اعلیٰ کی پالیسی چلے گی۔ انحراف کرنے والا ناظم خود ذمہ دار ہوگا۔

فلوجہ میں 73 افراد کی تدفین عراق کے علاقہ فلوجہ میں امریکی نیپام بم کے حملہ کے نتیجہ میں زندہ جل جانے والے 73 افراد کی اجتماعی تدفین بغداد میں کر دی گئی۔ رمادی میں مجاہدین نے حملہ 8 نیشنل گارڈ کو ہلاک اور 18 کو زخمی کر دیا۔ عراق میں 3 عراقی فوجیوں کے ہاتھ باندھ کر سروں میں گولیاں مار دی گئیں۔ ممتاز عالم دین شیخ فیضی کو گولی مار دی گئی۔ سینکڑوں لاشیں بے گور وکفن پڑی ہیں۔

تبدیلی نام

خاکسار نے اپنی بیٹی بسالت کا نام تبدیل کر کے خولہ بسالت رکھ لیا ہے۔ آئندہ اسے اسی نام سے لکھا اور پکارا جائے۔

احمد رفیق 1/32 دارالعلوم شرقی برکت ربوہ

ربوہ میں طلوع وغروب 24۔نومبر 2004ء

طلوع فجر	5:17
طلوع آفتاب	6:42
زوال آفتاب	11:55
وقت عصر	3:34
غروب آفتاب	5:08
وقت عشاء	6:33

الفضل میں اشتہار دے
کر اپنی تجارت کو فروغ دیں

زرعی وسکنی جائیداد کی خرید وفروخت کا با اعتماد ادارہ
الحمد پراپرٹی سینٹر
اقصیٰ روڈ ربوہ
Mob: 0320-4893942
ملک خالد لیسین۔ محمد نواز احمد
دوکان: 04524-214681
رہائش 04524-214228-213051

چاندی میں الیس اللہ کی انگوٹھیوں کی قیمتوں میں حیرت انگیز کمی
فرحت علی جیولرز اینڈ زری ہاؤس
یادگار روڈ ربوہ فون: 04524-213158

Long Running Engine Oil of Germany
Now Available in Pakistan
IMPORTED FROM GERMANY
NEW TECHNOLOGY ENGINE (HYDRO TREATED)
POWERFUL ENGINE OIL,
RUNNING 10,000 K.M TO 100,000 K.M,
ENVIRONMENT FRIENDLY.
LIQUI MOLY
Stockist: Afzal Tahir
Liqui Moly German Product Traders
E/226, Rehmanpura, Link Wahdat Road, Lahore.
Ph: (042) 7578206, 0300-4134599
Email: afzal_tahirue@yahoo.com

خالص سونے کے زیورات
فینسی جیولرز
Ph:212868 Res:212867
Mob: 0320-4691448
میاں اظہر احمد۔ میاں مظہر احمد
محسن مارکیٹ
اقصیٰ روڈ ربوہ

عرصہ 25 سال سے آپ کی خدمت میں پیش پیش
لاہور اسلام آباد، کراچی، ڈیفنس کراچی، ڈیفنس لاہور میں جائیداد کی خرید وفروخت کا با اعتماد ادارہ
برانچ 10۔ ہنزہ بلاک مین روڈ علامہ اقبال ٹاؤن لاہور
فون 7441210۔ موبائل۔ 0300-8458676
چیف ایگزیکٹو۔ ڈاکٹر چوہدری زاہد فاروق
زاہد اسٹیٹ ایجنسی
ہیڈ آفس۔ 41 گراؤنڈ فلور۔ 4 بلاک کمرشل گول پلازہ۔ انز سرکل DHA
فون آفس:۔ 5740192۔ موبائل۔ 0300-8458676
چیف ایگزیکٹو: چوہدری عمر فاروق

C.P.L 29